ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

2
ربیع الاوّل 1433ھ —— فروری 2012ء

گوشۂ خاص

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مقامِ حدیث

- قانونِ توہینِ رسالت اور انسانی حقوق کی تنظیمیں
- قرآنی نمائش کے نام پر قادیانی دھوکہ
- خدائی اور نبوت کے دعوے دار کذاب اسحٰق کو سزائے موت
- امریکی و نیٹو حملے —— پس منظر پیش منظر
- مرزا قادیانی کے احادیث کے متعلق چالیس جھوٹ

اجتماعاتِ احرار 2012ء

	تاریخ	عنوان و مقام
فروری	3رفروری	اجتماع جمعۃ المبارک، مدنی مسجد چنیوٹ
	17رفروری	اجتماع جمعۃ المبارک، کمالیہ/ ختم نبوت کانفرنس، چکڑالہ
مارچ	2/ مارچ	اجتماع جمعۃ المبارک، مدنی مسجد چنیوٹ
	3/ مارچ	ختم نبوت کانفرنس، سرگودھا
	9/ مارچ	اجتماع جمعۃ المبارک، گجرات شہر
	10/ مارچ	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ناگڑیاں
	17/ مارچ	احرار ورکرز کنونشن لاہور
	18/ مارچ	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، لاہور
	23/ مارچ	جمعۃ المبارک، حاصل پور
	29/ مارچ	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ملتان
اپریل	5/اپریل	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چیچہ وطنی
	8/اپریل	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، فیصل آباد
	13/اپریل	اجتماع جمعۃ المبارک، رحیم یار خان
	20/اپریل	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، تلہ گنگ
	21/اپریل	مضافات تلہ گنگ
مئی	8رمئی	سالانہ ختم نبوت کانفرنس، اوکاڑہ
	11رمئی	اجتماع جمعۃ المبارک، بیٹ میر ہزار مظفر گڑھ

منجانب: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 23 شمارہ 02 ربیع الاول 1433ھ — فروری 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر —
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —
ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول —
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقا —
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین —
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر —
محمد یوسف شاد 0300-7345095

تشکیل

دل کی بات:	احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	مدیر	2
شذرات:	قانون توہین رسالت اور انسانی حقوق کی تنظیمیں!	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار:	امریکی و نیٹو حملے، پس منظر پیش منظر	ابوطلحہ عثمان	8
دین و دانش:	ظہورِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم	امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	10
//	طلوع	مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	12
//	از عرش نازک تر	شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	14
//	مقامِ ختم المرسلین ﷺ	جانشین امیرِ شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	16
//	خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	17
//	درود	شاہ بلیغ الدین	18
//	درود کی سوغاتیں	مولانا محمد علی جوہر	20
//	مقامِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	21
//	دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے	مأخوذ	26
//	حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ (قسط:۲)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	28
مطالعۂ قادیانیت:	مرزا قادیانی کے احادیث مبارکہ کے متعلق چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	37
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۹)	پروفیسر خالد شبیر احمد	47
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	58

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— -/200 روپے
بیرونِ ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　مدیر

احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

مجلس احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام چونتیسویں احرار ختم نبوت کانفرنس ۱۲؍ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۵؍ فروری ۲۰۱۲ بروز اتوار، جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہو رہی ہے۔ اِس کانفرنس کے اہداف، مقاصد اور نصب العین واضح اور متعیّن ہے۔ یعنی قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دینا اور مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مستعد اور سرگرم کرنا۔

مجلس احرارِ اسلام ایک شاندار دینی، سیاسی اور تاریخی ماضی کی حامل جماعت ہے۔ متحدہ ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے خاتمے کے لیے تحریکِ آزادی میں تاریخ ساز کردار ادا کرنے کے ساتھ فلاحی سماجی خدمات کی انجام دہی احرار کی پہچان اور طُرّۂ امتیاز تھا۔ جس کا تسلسل قیامِ پاکستان کے بعد سے اب تک بحمد اللہ جاری ہے۔

۱۱/۱۲/۱۳؍ رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱/۲۲/۲۳؍ اکتوبر ۱۹۳۴ء، اتوار، سوموار، منگل کو مجلس احرارِ اسلام نے دارالکفر والارتداد ''قادیان'' میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کی تھی جس کا انتظام وانصرام احرار کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت نے کیا تھا۔ ہندوستان بھر سے تمام مکاتبِ فکر کے جیّد علماء حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں قادیان میں جمع ہوتے تھے۔ احرار نے فتنۂ قادیانیت کے تعاقب اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و تبلیغ میں اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں۔ یہی احرار کی شناخت، پہچان، تعارف اور توشۂ آخرت ہے۔ ان شاء اللہ

قیامِ پاکستان کے بعد چنیوٹ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی اور ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی تحاریک مقدس تحفظِ ختم نبوت میں کامیابیوں کے بعد ۲۷؍ فروری ۱۹۷۶ء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں داخلہ تک احرار کسی بھی معرکے میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ فخر احرار ہی کے حصے میں آیا کہ جیسے حضرت امیر شریعت کی قیادت میں ۱۹۳۴ء میں سب سے پہلی تبلیغ کانفرنس قادیان میں منعقد کی ویسے ہی ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کی پہلی مسجد جامع مسجد احرار کا سنگِ بنیاد جانشینِ امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے رکھا اور ابناء امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے قادیانیوں کو تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔

۱۲؍ ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' دراصل ''احرار تبلیغ کانفرنس'' قادیان کی صدائے بازگشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شرکاء کانفرنس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جگہ کم پڑ رہی ہے اور ہجوم بڑھ رہا ہے۔ قائد احرار، ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی مساعئ جمیلہ اور چناب نگر میں مستقل قیام کی برکت سے مسجد کی تعمیر نو شروع ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہے کہ چار مہینوں میں پرانی مسجد منہدم کر کے نئی تعمیر میں دو منزلوں کی چھت مکمل ہو چکی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ چھ مہینوں میں باقی کام بھی مکمل ہو جائے گا (بتوفیق اللہ تعالیٰ) نیز مسلم ہسپتال کی تعمیر بھی تیزی سے جاری ہے۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ کانفرنس کی کامیابی اور بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے کے لیے دعا فرماتے رہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اخلاص کے ساتھ جدوجہد جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتے رہیں اور ہمارے اِس عمل کو آخرت میں نجات اور حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنا دیں (آمین)

قانون توہین رسالت اور انسانی حقوق کی تنظیمیں!

عبداللطیف خالد چیمہ

پاکستان اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور دستور پاکستان میں اسلام کو بطور نظام حیات نافذ کرنے کی بابت تحریری ضمانت کے باوجود آج تک چند اسلامی دفعات ہی دستور کا حصہ بن سکی ہیں، عالم کفر، بین الاقوامی لابیاں، اِنسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی ملکی وغیر ملکی تنظیمیں اور این جی اوز کو چند اسلامی دفعات بھی ہضم نہیں ہو رہیں، آسیہ مسیح کیس کے بعد جو صورتحال پیدا ہوئی اس نے ساری دنیا کو متوجہ کیا، دینی حلقوں کی مہم نے تحریک تحفظ ناموس رسالت کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر کو یکجا کر دیا اور عوام سڑکوں پر نکل آئے نیشنل اسمبلی، وفاقی وزارتِ داخلہ، وفاقی وزارت خارجہ، وفاقی وزارت اقلیتی امور کے علاوہ دیگر ملکی و غیر ملکی اداروں، تنظیموں اور شخصیات نے وزیر اعظم پاکستان کو میمورنڈم بھجوائے جس پر وزیر اعظم نے قانون اور پالیمانی امور کے وفاقی وزراء کو وہ مواد بھجوایا اور رائے مانگی، وزارت قانون نے ایک مربوط سمری وزیر اعظم کو ارسال کی یہ سمری قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں ماہرین نے تیار کی اور وزیر اعظم نے حکومت کی طرف سے اس سمری پر دستخط کر کے اسے آئین اور قانون کی کتاب کا حصہ بنا دیا، ۸؍فروری ۲۰۱۱ء کو وزیر اعظم کے پرسنل سیکرٹری خوشنود اختر لاشاری نے اس کو سرکاری طور پر جاری کیا جس کا ملک بھر میں پر جوش خیر مقدم کیا گیا (یہ سمری بذات خود ایک تاریخی دستاویز ہے اور دینی حلقوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کا بغور مطالعہ بھی کریں) اس کے بعد اس قانون کے خلاف اندرونِ ملک اور بیرون ملک منفی مہم عالمی ایجنڈے کی روشنی میں اُسی طرح جاری ہے۔ سر دست ہم دو اخباری تراشے شائع کر رہے ہیں تا کہ اِس محاذ پر کام کرنے والے ساتھیوں کو صورتحال سمجھنے میں آسانی ہو اور زیادہ خوش فہمی کی بجائے صحیح صورتحال پر نظر رکھنے اور صف بندی کا ذوق پیدا ہو، مذکورہ تحریک تحفظ ناموس رسالت کی کامیابی کے بعد مولانا زاہد الراشدی کا وہ فرمان مجھے بار بار یاد آ رہا ہے کہ ''ابھی صرف ایک وِکٹ گری ہے میچ جیتنا باقی ہے''

نوائے وقت (۵؍جنوری ۲۰۱۲) ''ایمنسٹی انٹرنیشنل'' نے پاکستانی حکومت سے فوری طور پر توہینِ رسالت قوانین میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ سابق گورنر سلمان تاثیر کے قتل کی پہلی برسی کے موقع پر جاری کیے گئے بیان میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ایشیا اور بحر الکاہل کے ڈائریکٹر سام ضریف نے کہا کہ سلمان تاثیر کو ایک مظلوم خاتون کی حمایت کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا گیا تھا۔ سام ضریف نے الزام عائد کیا کہ آسیہ بی بی کو موت کی سزا سنائے جانے اور سلمان تاثیر کے قتل کے مقدمے کا فیصلہ سنانے والے جج کے روپوش ہونے کے واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ پاکستان میں قانون کی بالادستی توہین رسالت کے قوانین کی وجہ سے مخدوش ہوگئی ہے۔

اسلام آباد (احمد نورانی) امریکی تنظیم ہیومن رائٹس واچ آئین پاکستان کی اسلامی شقوں اور توہین رسالت ایکٹ کے خلاف ہے اور ان میں تبدیلی کے لیے کام کر رہی ہے اس تنظیم کے پاکستان چیپٹر کے ڈائریکٹر علی دایان حسن نے دی نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تنظیم آئین پاکستان کی بعض اسلامی دفعات اور بعض اسلامی قوانین کے خلاف ہے کیوں کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہیں اور انہیں جنرل ضیاء الحق کے دور میں آئین کا حصہ بنایا گیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ چیف جسٹس آف پاکستان نے قرار دیا تھا کہ سپریم کورٹ اسلام کے منافی کسی بھی قانون سازی کو منسوخ قرار دے سکتی ہے تو ان کی تنظیم نے سخت خدشات کا اظہار کیا تھا۔ ہیومن رائٹس واچ دنیا کی سب سے مؤثر انسانی حقوق کی تنظیم ہے اور جیسا کہ اس تنظیم کے پاکستان چیپٹر کے ڈائریکٹر نے بیان کیا اس سے لگتا ہے کہ اس کا ایجنڈا آئین پاکستان کے خلاف کام کرنا ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ ترقی یافتہ اور ایڈوانس سیاسی معاشروں میں بھی جوڈیشل ری ویو کا طریقہ کا موجود ہے اور ان کی اعلیٰ عدالتیں آئین کے بنیادی ڈھانچے کے خلاف بنائے گئے کسی بھی قانون کو منسوخ کرنے کا اختیار استعمال کرتی ہیں تو دایان نے جواب دیا کہ ایسا کوئی بھی اقدام جمہوری سیاسی طریقہ کار کے مطابق اٹھایا جاتا ہے ان کا کہنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ملزمہ عائشہ بی بی (بقول ان کے) معصوم تھی، لیکن لاہور ہائی کورٹ نے حکم جاری کر دیا کہ صدر اسے معاف نہیں کر سکتے حالانکہ حقیقت میں آئین پاکستان صدر کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی بھی سزا کو معاف کر سکتے ہیں۔ توہین رسالت کا قانون جس کے تحت اس خاتون کو سزا دی گئی میں بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ انھوں نے دعوی کیا کہ ان کی تنظیم نے توہین رسالت قانون کی جامع سٹڈی کروائی ہے اور اس میں تبدیلی لانے کے لیے نیا مسودہ تیار کیا ہے جب ان سے کہا گیا کہ ایک عدالت نے ایک مقدمے میں عائشہ بی بی کو سزا سنائی ہے اور جب تک عدالت اسے بے گناہ نہ کہہ دے آپ جیسا پڑھا لکھا اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والا شخص کس طرح اسے بے گناہ قرار دے سکتا ہے تو ان کا کہنا تھا کہ یہاں ہم دونوں میں اختلاف رائے ہے پھر ان سے کہا گیا کہ توہین رسالت قانون پاکستان میں اقلیتوں کا تحفظ کر رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس بات پر ہمارا اختلاف ہے۔ دایان نے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہیں دیا کہ توہین رسالت کے بعض کیسوں میں جو لوگ مارے گئے ان کی وجہ توہین رسالت قانون نہیں بلکہ لوگوں کے جذبات تھے جو ایک علیحدہ معاملہ ہے اور اسے علیحدہ سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ صدر کے کسی بھی ملزم کو معافی دینے کا اختیار سے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ جانتے ہیں کہ آئین کے متعلقہ آرٹیکل کے باوجود ایسا قانون اور ضوابط کار موجود ہیں جن کے تحت کسی عہدے کو حاصل اختیارات کو معطل کیا جا سکتا ہے تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا انہوں نے بار بار اصرار کیا کہ ان کی تنظیم کسی غیر آئینی اقدام کے بغیر ملک میں جمہوریت کی بقا اور قانون کی حکمرانی چاہتی ہے اور چاہتی ہے کہ عالمی طور پر تسلیم شدہ انسانی حقوق کا بول بالا رہے اور عدالتوں کو دیکھنا چاہیے کہ کوئی آئینی شق یا قانون بنیادی انسانی حقوق کے خلاف تو نہیں اور بین الاقوامی مسلمہ قوانین کے مطابق اپنے فیصلے کریں۔ انہوں نے دعوی کیا کہ ان کی تنظیم خود مختار اور پروفیشنل ہے اور کسی ملک یا شخص کے ایجنڈے پر کام نہیں کر رہی۔ **(روزنامہ جنگ ملتان، یکم جنوری، صفحہ ۳)**

قرآنی نمائش کے نام پر قادیانی دھوکہ!

مرزا غلام احمد قادیانی اور دجل ایک ہی نام کے دو عنوان ہیں۔ اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر دنیا کو دھوکہ دینا اور سادہ لوح افراد کو پھنسانا اِن کی سرشت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس کام کو برصغیر میں اہل حق اور مجلس احرارِ اسلام نے شروع کیا تھا اُس کی بدولت جہاں بھی قادیانی فتنہ پہنچا وہاں اہل حق اور قافلۂ ختمِ نبوت بھی پہنچا اور کفر و اِرتداد کی حقیقت کو آشکار اکیا بیرونی ممالک سے آمدہ اطلاعات اور میڈیا رپورٹس کے مطابق گزشتہ چند ماہ میں قادیانیوں نے قرآن پاک کی نمائش کا حربہ استعمال کر کے اپنے آپ کو مسلمانوں کی صفوں میں شمار کرنے کا تأثر دینے کی موہوم متعدد کوششیں کیں۔ دارالعلوم دیو بند کے شُعبۂ تحفظ ختمِ نبوت کے نگران مولانا شاہ عالم گورکھ پوری کی اطلاع کے مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء میں کانسٹی ٹیوشن کلب دہلی کے ایک اِنتہائی مہنگے ''اسپیکر ہال'' کو ایک سکھ ممبر اسمبلی کے ذریعے تین دن کے لیے قادیانیوں نے بک کرایا لیکن ان کا یہ کھیل کامیاب نہ ہوسکا کہ کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوت کی تحریک پر ہندوستان کے مسلمان اور دینی حلقے اِس سازش کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے بالآخر حکومت ہند کو ''stop'' کا بورڈ لگا کر ہال کو سیل کرنا پڑا، دہلی کی جامع مسجد کے امام جناب مولانا احمد بخاری، سابق اقلیتی کمیشن کے چیئرمین کمال احمد فاروقی اور دیگر حضرات گرفتار ہوئے اِسی طرح برطانیہ کے شہر ''ڈیوز بری'' (جو تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ہے) میں ۳؍دسمبر ۲۰۱۱ء کو ''قرآن نمائش'' (Quran Exhibition) کا جیسے ہی اعلان سامنے آیا تو پورے برطانیہ کے علماء کرام، تحریک ختمِ نبوت کی جماعتیں، ادارے اور ممتاز شخصیات متحرک ہو گئیں اور ذلت و رسوائی قادیانیوں کا مقدر بنا، قرآن پاک کی نمائش کے نام پر قادیانی جو مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے اس میں وہ بُری طرح ناکام و نامراد ہوئے۔ ڈیوز بری میں بری طرح پٹ جانے کے بعد تھوڑے ہی فاصلے پر ہڈرز فیلڈ میں قادیانیوں نے ۲۱؍جنوری ۲۰۱۲ء کو ''قرآن نمائش'' کے نام پر ٹاؤن ہال میں اجتماع منعقد کرنے کا اعلان کر دیا، ہڈرز فیلڈ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مسجد بلال اور مدرسہ ختمِ نبوت کے خطیب و منتظم اور ہمارے مہربان دوست حضرت مولانا محمد اکرم (اِبن حضرت مولانا فضل احمد رحمتہ اللہ علیہ سابق محتسب و خازن جامعہ رشیدیہ ساہیوال) اور ان کے قابلِ قدر رفقاء کرام نے نہائت معقول و مؤثر انداز میں ایک مہم پیدا کی، ہڈرز فیلڈ کی مقامی سرکاری کونسل اور انتظامیہ کے ساتھ ٹیبل پر مذاکرات کیے، مسئلہ کی اہمیت و حقیقت، قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں اور اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے مسلمانوں کے بنیادی حقوق غصب کرنے کے اصولی و شرعی نقصانات سے کماحقہ آگاہ کیا اور آگاہ کرنے کا ماشاءاللہ حق ادا کر دیا، جس پر مولانا محمد اکرم اور ان کے ساتھی مبارک باد کے مستحق ہیں، مولانا محمد اکرم کے ایماء و دعوت پر ایک ختمِ نبوت ایکشن کمیٹی قائم کر دی گئی اور اس میں مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کو ممکن حد تک یقینی بنایا گیا۔ اس کمیٹی نے مقامی سرکاری حکام کو قانون اور ضابطے کی روشنی میں مسلم قادیانی بنیادی فرق اور قادیانی دھوکہ دہی اور فراڈ کے طریقوں سے آگاہ کیا اور حکام کو باور کرایا کہ قادیانیوں کی بے لگام مظلومیت صریحاً دھوکہ ہے اور ان کے جرائم میں سرفہرست یہ ہے کہ چھوٹی کمیونٹی قرآن کریم کا ٹائٹل استعمال کر کے بڑی کمیونٹی کو پریشان بھی کر رہی ہے اور مسائل کھڑے کیے جا رہے ہیں الحمدللہ سرکاری حکام کی سمجھ میں بات آ گئی جس پر انتظامیہ نے معذرت بھی کی اور علماء کرام اور مسلمانوں کی پُرامن جدوجہد اور حکمت عملی سے چلنے کے نتیجے میں ٹاؤن ہال میں منتظمین سمیت ۲۰ قادیانیوں کا اجتماع ناکام ہوا، مولانا محمد اکرم نے ہال کے

قرب و جوار میں سمجھ دار ساتھی کھڑے کر دیے جو آنے جانے والوں کو حقیقتِ حال بتاتے رہے، مولانا خود ہال کے اندر داخل ہو گئے اور مکالمہ ہوتا رہا، بغیر جھگڑے کے علماء کرام قادیانیت کے فریب کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوئے اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی شان میں قادیانی گستاخیوں سے انگریزوں کو آگاہ کیا اب ختمِ نبوت ایکشن کمیٹی متحرک ہے۔ ہم اِن کامیابیوں پر مولانا محمد اکرم، مولانا محمد امین، مفتی ساچا، حاجی محمد رفیق، شیخ عبدالواحد، مولانا امدادالحسن نعمانی، عرفان اشرف چیمہ کے علاوہ ختمِ نبوت اکیڈمی کے ڈائریکٹر جناب عبدالرحمٰن باوااوران کے قابلِ قدر فرزند سہیل باوا کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ یہ حضرات مل جل کر برطانیہ میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے مؤثر کردار ادا کریں گے برطانیہ میں مقیم علماء کرام اور ہمارے ساتھیوں کی ذمہ داری اِس اِعتبار سے بھی بڑھ گئی ہے کہ قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر عملاً لندن میں ہے اور وہ لندن اور ربوہ سے پوری دنیا میں اپنی اِرتدادی سرگرمیوں کو کنٹرول کر رہے ہیں، ہم اس حوالے سے علماء برطانیہ کے شکر گزار ہیں کہ برطانیہ کے قوانین کو ملحوظ رکھ کر وہ تحفظ ختمِ نبوت کے مورچے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور بیرون ممالک نسل نو کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لئے سرگرمِ عمل ہیں، راقم آثم گزشتہ دو سال سے برطانیہ کا سفر نہیں کر سکا، امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ امسال جانے کی کوئی صورت بن جائے گی اور ہم آنے والے دنوں میں علماء برطانیہ کی اس جدوجہد میں بنفس نفیس شامل ہو کر اُن کی ہمت بھی بندھائیں گے اور برطانیہ میں جاری سرگرمیوں میں ان کے معاون بھی بنیں گے!

توہین رسالت اور شرک پر امریکی نژاد پاکستانی محمد اسحٰق کو موت وقید کی سزا

رسول اور خدائی کا دعویٰ کرنے والا کسی رعایت کا مستحق نہیں، عدالت کا فیصلہ

راولپنڈی (نمائندہ جنگ) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جہلم چوہدری ممتاز حسین نے امریکی نژاد پاکستانی شہری کو توہین رسالت کا مرتکب پائے جانے پر سزائے موت اور لوگوں سے سجدے کروا کر شرک کا مرتکب پائے جانے پر دس سال قید سنا دی، عدالت نے اڈیالہ جیل میں ۴۰ صفحات پر مشتمل اپنے فیصلے میں کہا کہ پہلے خود کو اللہ کا رسول اور بعد ازاں خدا بن کر لوگوں سے سجدے کروانے والا ملعون کسی رعایت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ تفصیلات کے مطابق تلہ گنگ کا رہائشی محمد اسحٰق ۱۹۷۰ء میں فارن آف یوڈی سی تھا، وہاں سے پاکستان مشن کے ہمراہ امریکہ چلا گیا اور وہیں کا ہو کر رہا گیا اس دوران اس کے روابط اور تعلقات اسلام مخالف لابی کے ساتھ ہو گئے، ملزم کو بھاری رقم کے علاوہ امریکی شہریت بھی مل گئی وہیں شادی کر لی اور بچے بھی وہیں رہتے ہوئے وہ صوفی پیر محمد اسحٰق کے نام سے توہینِ رسالت کا اور شرک کا مرتکب ہوتا رہا، مرید اسے یا رسول اللہ کہہ کر مخاطب کرتے تھے پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنے مریدین سے سجدے کروانا شروع کر دیے اور یہ بھی کہنا شروع ہو گیا کہ میں ہی خدا ہوں۔ جب تک مجھے سجدہ نہیں کرو گے نہ تمہاری دعا قبول ہو گی نہ ہی کوئی منت مانی جائے گی۔ تلہ گنگ میں جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس ملعون سے ملاقات کر کے سوال کیا کہ کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ توہینِ رسالت اور شرک کر رہے ہیں، مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہے ہیں اس ساری گفتگو کی ویڈیو ریکارڈنگ ہو رہی تھی جہاں اس کے مرید بھی موجود تھے۔ مقامی علماء نے اس سے سوال کیا کہ آپ لوگوں سے سجدے کرواتے ہو جس پر اس نے کہا کہ آدم علیہ السلام کو بھی تو سجدہ کیا گیا تھا لوگوں نے کہا وہ تو حضرت آدم علیہ السلام تھے جس پر ملزم نے کہا کہ میں آدم زاد تو ہوں۔ جب اسے کہا گیا کہ وہ تو اللہ کا حکم تھا تو ملزم نے کہا کہ کب اللہ نے حکم دیا

ہے کہ آدم زاد کو سجدہ نہ کرو، پھر اس سے سوال ہوا کہ آپ کے مرید ہمارے سامنے آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں یہ تو توہینِ رسالت ہے تو اس پر ملزم نے کہا کہ یہ ان کا عقیدہ ہے جو لوگ مجھے سجدہ کرتے ہیں ان کو مجھ میں رب نظر آتا ہے۔ جب علماء نے ملزم سے سوال کیا کہ قادیانی کو آئین پاکستان میں کافر قرار دیا گیا تم بھی اسی ضمن میں آتے ہو اس پر صوفی اسحٰق نے جواب دیا کہ یہ آپ کا عقیدہ ہے میں تو قادیانیوں کو بھی کافر نہیں کہتا۔ حتیٰ کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہتا سب انسان ہیں۔ جب ملعون سے یہ سوال کیا گیا کہ انسان کو سجدہ کرنا اور وہ بھی آپ کے گھر میں آ کر کیا یہ سب کچھ غلط نہیں تو ملزم نے کہا کہ میری نظر میں بالکل غلط نہیں، سجدہ تو ہر جگہ کیا جا سکتا ہے یہاں تک کہ بیت الخلاء میں بھی سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ ویڈیو فلم کے مطابق علماء نے جب ملزم سے پوچھا کہ آپ امریکہ سے خدا کی دعویداری لے کر آتے ہیں یہ کسی خاص مشن کے تحت آپ کو بھیجا گیا ہے جس کے جواب میں اس نے کہا کہ قرآن میں واضح ہے کہ اللہ مشرق اور مغرب دونوں کا رب ہے میں کل مغرب میں تھا آج مشرق میں ہوں اس ساری صورت حال کی ویڈیو فلم بنائے جانے کے بعد مقامی لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی تو پولیس کے انتہائی سینئر افسران نے اس مقدمے کی تفتیش کی، ملزم پر لگائے جانے والے الزامات سچ ثابت ہونے پر دفعہ 295-A (یعنی شرک) کرنے اور 295-C یعنی توہین رسالت کے الزام میں ۸؍ جولائی ۲۰۰۹ء کو تھانہ تلہ گنگ سٹی میں مقدمہ درج ہوا اور ملزم گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمے کا ٹرائیل پہلے چکوال میں شروع ہوا مگر حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے یہ مقدمہ عدالت عالیہ لاہور کو بھجوا دیا گیا، لاہور ہائی کورٹ نے یہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جہلم چوہدری ممتاز حسین کو اس مقدمے کا ٹرائیل کرنے کا حکم دیا جنہوں نے اڈیالہ جیل میں سماعت کرتے ہوئے سوموار کے روز ملزم کو دفعہ 295-C سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانہ جب کہ دفعہ 295-A میں شرک کرنے پر دس سال قید کی سزا سنا دی۔ مدعی کی طرف سے ملک محمد کبیر اڈیووکیٹ اور ملزم کی طرف سے چوہدری محمود اختر نے پیروی کی جو سابق پی سی او جج بھی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ملزم کی دو شادیاں ہیں ایک امریکہ دوسری پاکستان میں رہتی ہے، مقدمے کی سماعت کے موقع پر اڈیالہ جیل کے باہر لوگوں کی کافی تعداد بھی موجود تھی ان میں ملزم کے حمایتی بھی تھے۔ **(روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۳۱؍ جنوری ۲۰۱۲ء)**

اَلتَّاجِرُ الصُّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ (جامع ترمذی، ابواب البیوع)

سچے اور امانت دار تاجر کا حشر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (الحدیث)

فلک الیکٹرک سٹور

ہمارے ہاں سامان وائرنگ ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے

گری گنج بازار، بہاول پور　پروپرائیٹر　فلک شیر 0312-6831122

امریکی و نیٹو حملے، پس منظر پیش منظر

ابوطلحہ عثمان

ہمارے ذمّہ دار وزراء خصوصاً وزیرِ داخلہ ''نادان ملک'' فرماتے ہیں پاکستان کی سرزمین کسی ملک کے خلاف استعمال نہ ہونے دیں گے تو یہ جو ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۱ء تک زائد از ۵۶ ہزار امریکی و نیٹو حملے پاکستانی زمینی و فضائی اڈوں سے افغانستان پر ہوئے یہ شاید کسی پڑوسی ملک کے خلاف نہیں اُس کی محبت میں ہوئے ہیں۔ بقول ایئر چیف (دوبئی میں خطاب) زائد از دس ہزار فضائی حملے قبائلی علاقوں پر ہوئے اس میں پاکستانیوں کے ساتھ محبت کا اظہار تھا؟ ہمارے ذمّہ دار فوجی افسر کے بیان کے مطابق آٹھ حملے نیٹو نے پاکستانی چوکیوں اور پاکستانی فوج پر کیے۔ آخری حملہ (اللہ کرے یہ آخری ہو، آئندہ اللہ حفاظت فرمائے) سلالہ چیک پوسٹ چیک پوسٹ پر ۲۶ر نومبر ۲۰۱۱ء کو ہوا جس کے ردّعمل میں پورا ملک احتجاج کرنے لگا۔ حکومت نے عوامی تیور دیکھ کر اور فوجی ردّعمل سے بچنے کے لیے نیٹو اور امریکی سپلائی روک دی۔ شمسی ایئر بیس خالی کرالیا۔ مگر عوامی مطالبے کے باوجود کئی ایئر بیس ابھی تک خالی نہیں کرائے اور امریکی شر پسندوں کو پاکستانی فضا نہ روندنے کا حکم ابھی نہیں دیا۔ چند دن پہلے امریکی میڈیا سے خبریں مسلسل آنے لگیں کہ القاعدہ جنگجو قبائلی علاقوں میں پھر جمع ہو رہے ہیں اور یہ کہ امریکہ پھر سے ڈرون حملے کرے گا...... واضح ہو کہ نیٹو سپلائی بندش اور ڈرون حملے رکنے سے پاکستان میں ڈیڑھ مہینے تک کوئی خودکش حملہ نہیں ہوا مگر...... اب حکومت پاکستان بھی اپنے محبوب اَن داتا کی محبت میں بے چین ہے۔ پارلیمنٹ میں نیٹو سپلائی بحالی کے لیے بل پیش کیے جانے کے ارادے ہیں۔ امریکی گراس مین بھی مشرق اور مغرب میں گھوم پھر رہا ہے کبھی دہلی میں تو کبھی کابل میں۔ پاکستانی عشّاق کو دعوت نظارہ بلکہ دعوتِ وصل دے رہا ہے۔ امریکی میڈیا کے پانچ سات دن کی مسلسل خبروں کے بعد سیکورٹی فورسز کے جوانوں کے اغواء اور قتل کی خبریں آنے لگی ہیں اور پاکستانی افواج پھر سے قبائلی محبّ وطن لوگوں پر گولہ باری شروع کر چکی ہیں حالانکہ اہلِ عقل و خرد کو معلوم ہے کہ ناروے، جرمنی وغیرہ نیٹو اتحادیوں اور امریکی ایجنٹوں کی کارگزاری پھر شروع ہو چکی ہے۔ ناروے کے ذمّہ دار چیف نے پاکستان میں اپنے ایجنٹوں کا اعتراف کیا پھر اپنی غلطی کے احساس پر استعفیٰ دے دیا۔ آج ہی کی خبر ہے کہ وزیرستان اور کرم میں ۲ اہل کار شہید، پشاور میں ۳ جرمن باشندے گرفتار...... امریکی گراس مین دہلی میں کہتا نظر آتا ہے: ''ہم پاکستان کے ساتھ نئی شرط پر مذاکرات پر آمادہ ہیں وہ جب چاہے، جہاں چاہے ہم مذاکرات پر تیار ہیں۔'' (یعنی ہمیں تیل خوراک اور اسلحہ

سپلائی کروتا کہ ہم افغان مسلمانوں کا قتلِ عام کرتے رہیں) وہ کہتا ہے اگر یہی صورت حال رہی تو امریکہ کے لیے افغانستان میں کوئی بھی آپریشن جاری رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ (لہٰذا فغان بھائیوں کو مروانے کا اعزاز پاکستان دوبارہ حاصل کرے)

ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ

(۱)　نیٹو/امریکی سپلائی ہرگز بحال نہ کی جائے۔ وہ اسلامی ممالک سے اب رخصت ہوجائے، اپنے گھر جائے۔

(۲)　شمسی ائیربیس کی طرح تمام پاکستانی ائیربیس اور زمینی اڈے امریکہ خالی کرائے جائیں۔

(۳)　پاکستانی فضاؤں میں داخلہ اور یہاں سے کسی بھی پڑوسی ملک خصوصاً اسلامی ممالک پر امریکی و نیٹو حملے نہ کرنے دیے جائیں۔

(۴)　پاکستانی فضاؤں میں داخل ہونے والے ڈرون اور دیگر جنگی طیارے فوراً مار گرائے جائیں۔ پارلیمنٹ کی قرار دادوں پر عمل کیا جائے۔

(۵)　آرمی چیف کا تعلق وطنِ عزیز پاکستان سے ہے، انہوں نے حدودِ وطن کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہے اگر حکومت ڈالرخور یا بزدل بن کر اپنے بندے مرواتی رہے تو آرمی چیف اپنے اعلان کے مطابق پاک فضاؤں میں داخل ہونے والے طیّاروں کو مار گرائیں۔

(۶)　اگر حکومت پھر سے امریکہ کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھاتی ہے تو صدر اور وزیرِ اعظم کو قتلِ مسلم کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے اور اُن کو عدلیہ سے عبرت ناک سزا دلوائی جائے، اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور چیف جسٹس کو ذمّہ دار بنا کر فوج دیانت دار افراد کو حفاظتِ وطن کی ذمہ داری سپرد کرے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
23 فروری 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961

ظہورِ قدسی صلی اللہ علیہ وسلم

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ

''رات لیلۃ القدر بنی سنوری ہوئی نکلی اور خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ کی سبیلیں بچھادیں۔ ملائکان ملاء الاعلیٰ نے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا شہنائیاں شام سے بجانی شروع کردیں۔ حوریں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کی میعادی اجازت نے فرشتگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروسِ کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہوگئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی ردائے سیمیں سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی قوسیں آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے، افلاک گردش سے، زمین چکر سے اور دریا بہنے سے رک گئے۔ کارخانہ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لئے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہوگیا۔ انتظام واہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکا دیا، نسیم سحری کی آنکھیں جوشِ خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت، کلیوں میں خوشبو، کونپلوں میں مہک محوِ خواب ہوگئی۔ درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہوکر سربسجود ہوگیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکائی۔ برہمن سجدے کے حیلے سربہ زمین ہوگیا۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لئے غیر متحرک ہوگیا۔ اس کے بعد وہ لمحہ آگیا، جس کے لئے یہ سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشیوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر، خاتم الانبیاء، سراپردۂ لاہوت سے عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا: میں نے شام سے یکساں انتظار کیا ہے کہ اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے۔ دن نے کہا: میرا رتبہ رات سے بلند ہے، مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابلِ نوازش نظر آئیں۔ کچھ حصہ دن کا لیا، کچھ رات کا۔ نور کے تڑکے نور علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دستِ قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بابہار رکھ دیا، جس کے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر سے ظلمت کدے منور اور روشن ہوگئے۔ سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔ دنیا جو سرورد جمود کی کیفیت میں تھی اک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیے، کلیوں نے آنکھیں واکیں، دریا

بہنے لگے، ہوائیں چلنے لگیں، آتش کدوں کی آگ سرد ہوگئی، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، لات ومنات، ہبل وعزیٰ کی توقیر پامال ہونے لگی، قیصر وکسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہوگئے، درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا، رات کچھ روٹھی ہوئی سی، چاند کچھ شرمایا ہوا سا، تارے نادم ومحجوب ہوکر رخصت ہوئے اور آفتاب شان وفخر کے ساتھ مسرت ومباہات کے اجالے لئے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں، قندیل نور تھال میں، ہزاروں ناز وادا کے ساتھ اُفقِ مشرق سے نمایاں ہوا، حضرت عبداللہ کے گھر میں، آمنہ کی گود میں، عبدالمطلب کے گھرانے میں، ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں خلاصۂ کائنات، فخر موجودات، محبوب خدا، امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعلمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف فرمائے بصد عز وجلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور ﷺ نے نزولِ اجلال فرمایا:

فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

احرار ورکرز کنونشن
17 مارچ 2012 ہفتہ صبح ۱۰ بجے تا رات ۱۰ بجے
احرارِ ختمِ نبوّۃ کانفرنس
18 مارچ 2012 اتوار بعد نمازِ مغرب
ناظم اجتماع: میاں محمد اویس
مقام دفتر مجلس احرار اسلام 69-سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور
0300-4240910
042-35912644
35914565

طلوع

مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ

وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیّل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی۔ عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہِ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سرِ راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے گردن جھکائے مصروف دعا ہو گئی۔ اور نہایت عجز اور الحاح سے بولی۔ اے نور وظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پُر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقتِ دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نوشگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے، کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں، کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پَو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

۲۰ / اپریل ۵۷۱ء مطابق ۹ ربیع الاوّل دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا مجسّم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کئے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا، جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے، نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے، شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیامِ مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کِھل گئے، کلیاں مسکرانے لگیں، بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعلِ جہاں تاب پیدا ہوا، جس کے لئے قعرِ مذلّت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا، عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذکر کیا، فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا کفر سجدہ میں گر گیا۔ ادیانِ باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا آمنہ کا جایا دنیا میں کیا آیا، دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کُھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ الٰہی عطا ہوا کہ ماسوا اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

آپ ﷺ کی والدہ نے پیدائش کے دوتین روز بعد دودھ پلانے کے لئے آپ کو ابولہب کی لونڈی ثُوَیبَہ کے سپرد کردیا۔ کچھ دنوں کے بعد حسبِ دستور قبیلہ ہوازن کی عورتیں شہر میں آئیں تاکہ کوئی بچہ اجرت پر دودھ پلانے کو مل جائے ان عورتوں میں مائی حلیمہ بی بی آمنہ کے گھر آئیں۔ آنحضرت ﷺ کو یتیم جان کر سوچ میں پڑ گئیں۔ تقدیر نے کہا حلیمہ گدڑی کو نہ دیکھ لعل کو دیکھ۔ دین ودولت کو چھوڑ کر خالی ہاتھ نہ جا۔ اس کے نام سے تیرا نام رہے گا۔ اس کی دایہ بن اور دنیا میں عزت حاصل کر!

بی بی آمنہ نے جب اپنے لختِ جگر کو مائی حلیمہ کے سپرد کیا ہوگا' بیٹے کی جدائی کے تصوّر نے قلب میں قلق کے کتنے طوفان اٹھائے ہوں گے مگر آزاد قوم کی بہادر عورتیں بچوں کی جدائی برداشت نہ کریں تو اپنی نسل میں غلامی اور ادبار کا ورثہ چھوڑ جائیں۔ جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کو تربیت گاہوں اور جنگ وپیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی۔ مائی حلیمہ بچے کو لے چلی، بی بی آمنہ نے نورِ نظر کے صحت و سلامتی سے واپس لوٹنے کی دعائیں مانگیں۔ خدا کی برکتیں قریش کے گھر سے نکل کر ہوازن کے قبیلہ میں داخل ہوگئیں۔

جو موتی ریت کی تہ میں پائے جاتے ہیں، وہ دُرِ شہوار بنتے ہیں۔ مٹی اور پتھر میں رُلنے والے ہیرے کوہِ نور کہلاتے ہیں۔ غریب بچوں کے لئے قدرت کی یہ تسلیاں ہیں۔ محمد ﷺ حلیمہ کی گود سے مچل کر زمین پر بیٹھنے کی سعی کرتے ہیں۔ حلیمہ! انہیں سخت زمین پر کھیلنے اور اُٹھ اُٹھ کر گرنے سے نہ روک۔ ان کے ارادہ میں سختی پیدا ہونے دے تاکہ ان کی عزیمت کے سامنے لوہا پانی اور پتھر موم ہوجائے۔ انہیں زمین پر کھیلنے دے۔ قالین پر لوٹنے والے بچے ارادے کے کمزور ہوتے ہیں۔

دیکھو، سعید فطرت بچہ قدرت کے مکتب میں تعلیم پا رہا ہے اب پانچ برس کی عمر ہے۔ رضاعی بہن ''شیما'' کے ساتھ بھولی بھٹکی بھیڑ بکریوں کے پیچھے پھرتا ہے اور انہیں گلّہ میں واپس لانے میں مدد دیتا ہے۔ جب کسی بھیڑ بکری کو واپس لاتا ہے تو اسے دنیا مسرت سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

کھلی ہوا اور بکریوں کے پیچھے دوڑ دھوپ نے بچے کے ہاتھ پاؤں مضبوط کردیئے ہیں۔ جب چھے برس کے بعد بچہ لوٹا تو ماں نازک پودے کو مضبوط پا کر باغ باغ ہوگئی۔ کیونکہ مضبوط بازو ہی تو بچے کی آئندہ کامرانیوں کے عنوان ہیں۔ پاکباز بیوہ خوشی کے زمانے میں کیوں زیادہ روتی ہے۔ ظاہر کی آنکھ جہاں خوشی کے نظاروں میں مصروف ہوئی، فوراً ہی سرتاج کی یاد تازہ ہوگئی جس کے خاک میں منہ چھپانے کے بعد سینہ آرزوؤں کا مزار بن جاتا ہے۔ بی بی آمنہ کے دل میں فرزند نے خاوند کی یاد تازہ کردی۔ بیوہ کے سوا کون جانتا ہے کہ خاوند کے مرقد میں کتنی کشش ہوتی ہے۔ شوہر کی موت کے بعد بیوہ کے لئے اس سے زیادہ خوشی اور اطمینان کی بات کیا ہے کہ وہ اس کی چھوڑی ہوئی نشانی کو لے کر خاوند کی قبر کے سرہانے کھڑی ہو اور آنسوؤں کے موتی نذر کرے۔

بی بی آمنہ چھے برس کے یتیم بچے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں۔ مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے میکے رہیں۔ کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا کہ کتنی دفعہ اپنے جگر گوشہ کو ساتھ لے کر بی بی آمنہ آنسوؤں کا انمول تحفہ نذر چڑھانے مرقدِ محبت پر حاضر ہوئیں اور کتنی دیر دل کے ٹوٹے ہوئے آبگینوں کو مرقد کی مٹی میں رلاتی رہیں۔ ہاں صرف اتنا بتایا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی بیوہ واپسی پر مقام ابوا میں انتقال فرما گئیں۔

از عرش نازک تر

شورش کاشمیریؒ

سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انسان کو جو افتخار اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان الفاظ میں اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ ذرا غور فرمایئے جس ذاتِ اقدس ﷺ کی تعریف وثناء خود ربِ ذوالجلال نے کی ہو، کلام اللہ جس کے اوصاف ومحاسن پر بولتا ہو، فرشتے صبح وشام جس پر درود بھیجتے ہوں اور جس کا نام لے لے کر ہر دور میں ہزاروں انسان زندگی کے مختلف گوشوں میں زندۂ جاوید ہوگئے ہوں اس رحمت اللعالمین ﷺ کے بارے میں کوئی شخص اپنے قلم وزبان کی تمام فصاحتیں اور بلاغتیں بھی یکجا کرے اور ممکن ہو تو آفتاب کے اوراق پر کرنوں کے الفاظ سے مدح وثنا کی عبارتیں بھی لکھتا رہے یا ماہتاب کی لوح پر ستاروں سے عقیدت وارادت کے نگینے جڑتا رہے۔ حضور ﷺ کی سیرت کو کسی بھی انسانی سند کی ضرورت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کے ذکر سے انسان اپنے ہی لیے کچھ حاصل کرتا ہے۔ جس نسبت سے تعلق خاطر ہوگا اسی نسبت سے حضور ﷺ کا ذکر ایک ایسی متاع بنتا چلا جائے گا کہ زبان وبیان کی دنیا اس کی تصویریں بنا ہی نہیں سکتی ہے! جن لوگوں نے اور ان کی تعداد لامحدود ہے، جس جس واسطہ سے سردارِ انبیاء ﷺ کے دربار میں حاضری دی ہے، وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنے دل ودماغ یا روح ونظر کا نذرانہ پیش کرتے وقت اس دربار کی رونق میں کوئی اضافہ کیا ہے اس نہج پر سوچنا بھی سوءِ ادب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ظہورِ قدسی سے لے کر آج تک بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے والا ہر شخص اپنے ہی مقام ومرتبہ کی تشکیل کرتا رہا ہے۔

کتنے انسان اس خیر البشر ﷺ کی بدولت کیا سے کیا ہوگئے۔ پھر یہ سلسلہ چودہ سو برس سے رکا نہیں، جاری ہے۔ آندھیاں آتی رہیں، طوفان اٹھتے رہے، سیلاب موجزن ہوئے، بادلوں نے گرجنا شروع کیا، بجلیاں کوندتی رہیں، صرصر نے صبا کو روکا۔ خزاں نے بہار کا نشیمن لوٹا، پھول بادِ سموم کا لقمہ ہوگئے، لیل ونہار کی گردشیں رک گئیں، زمانہ ٹھہرتا رہا، صبح کا چہرہ بارہا اداس ہوا، شام لہولہان ہوگئی، رات کے دل میں خنجر ترازو ہوئے، تاریخ نے پلٹے کھائے،، سلطنتیں بن بن کر بگڑیں، حکومتیں تہس نہس ہوگئیں، عروج وزوال کے سینکڑوں نقشے سامنے آئے، تخت وتاج اچھلتے رہے، انقلابات کا سیل بہتا رہا، سورج نے طلوع وغروب کی ہزاروں پستیاں اور بلندیاں دیکھیں۔ لیکن سرور کائنات ﷺ سے نوع انسانی کی حلقہ بگوشی کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ تاریخ اٹھایئے اور ورق پہ ورق پلٹیے۔ معلوم ہوگا کہ ایک ذات ﷺ نے چودہ صدیوں میں کروڑوں

انسانوں کونشوونما دی، بالا بلند کیا، دوام بخشا، اور صرف ایک نسبت کی بدولت قیامت تک زندہ کرڈالا۔ پھر یہ محض عقیدت کی بات نہیں، ارادت کا تذکرہ نہیں، اخلاص کا افسانہ نہیں شوق کی دھن نہیں، عشق کا راگ نہیں، حسن کی ثنا نہیں تعریف کا لہجہ یا ثناء کا زمزمہ نہیں، ہر ایک بات نپی تلی، صاف ستھری اور بولتی چالتی شہادت کے ساتھ موجود ہے۔

اس وقت کرۂ ارضی پر مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو از روئے قرآن تمام انبیاء ومرسلین پر عقیدہ وایمان رکھتی ہے۔ وہ مختلف قوموں کے ان پیغمبروں کی بھی تصدیق کرتی ہے جن کے بارے میں ان کی پیروکار قومیں صرف قیاسی تذکروں اور ظنی روایتوں پر یقین رکھتی ہیں۔ جن کی مقدس کتابیں خود ان کے ہاتھوں تحریف کا شکار ہوئی ہیں اور جن کی اصلیتوں میں حک واضافہ ہوا ہے۔ جن کے مذاہب زمانہ قبل از تاریخ کی نذر ہو گئے۔ لیکن محمد عربی ﷺ کا اسلام واحد دین ہے جس نے تاریخ کی بھی حفاظت کی ہے اور جس کی ایک ایک ادا تاریخ نے محفوظ کر رکھی ہے۔ کوئی دین اور کوئی پیغمبر تاریخ کی شاہراہ سے اس طرح نہیں گزرا جس طرح ہمارے آقا ومولا ﷺ گزرے ہیں۔ تاریخ نے ان کی رکاب تھامی اور علم نے ان کے قدم چومے ہیں۔ یہ محض دعویٰ نہیں، حقیقت ہے، ختم المرسلین ﷺ اور خاتم النبیین ﷺ کی سیرتِ اقدس کا اقتضا یہی تھا کہ اس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہو جاتا، اور یہ سب کچھ محفوظ ہو گیا۔ پھر یہ التزام ان کے بارے میں ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا جو ان کے ساتھ رہے۔ مثلاً ان کے خادم اور ہمارے مخدوم حتیٰ کہ ان کے دشمن بھی اپنی تمام کارگزاریوں کے باعث تاریخ کے تذکروں میں موجود ہیں۔ پھر یہ قافلہ آج تک چل رہا ہے۔ اس قافلہ میں جلیل المرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں کہ تاریخ ان کے پاؤں کو بوسہ دے کر نکلتی ہے۔ تابعین بھی ہیں کہ تذکرے ان کی روایتوں سے جگمگاتے ہیں۔ تبع تابعین بھی ہیں کہ عقل ان سے عشق کی بھیک مانگتی ہے۔ ائمہ بھی ہیں کہ شہادت ان کے ساتھ چلتی ہے۔ فقیہہ بھی ہیں کہ آستانۂ رسالت ﷺ پر کشکول لے کر کھڑے ہیں۔ محدّث بھی ہیں کہ حضور ﷺ کے مقدس ہونٹوں کی صدائیں چنتے ہیں۔ عالم بھی ہیں کہ نقوش قدم کے تعاقب میں چلے جاتے ہیں۔ مشائخ کی بھیڑ ہے، اہل اللہ کا ہجوم ہے، صوفیوں کی جماعت ہے، زاہدوں کی ڈار ہے۔ عابدوں کا حلقہ ہے۔ پھر اسی پر اکتفانہ کیجئے، بڑھتے چلئے فاتحین کا لاؤ لشکر ہے، جانبازوں کی فوج ظفر موج ہے، سپہ سالاروں کا انبوہ ہے، شہنشاہوں کا غول ہے کیسے کیسے لوگ خانہ زادوں میں ہیں اور کس کس عجز سے جھکتے چلے جاتے ہیں۔ زبانوں میں تاثیر ہے تو اس نام سے، قلم میں ولولہ ہے تو اس ذکر سے، زبان میں بانکپن ہے تو اس خیال سے، دل میں سرور ہے تو اس تصور سے، دماغ میں حس ہے تو اس جمال سے، آنکھوں میں نور ہے تو اس ظہور سے۔

یہ آج کی دنیا جو سائنس کی بدولت کہاں سے کہاں نکل گئی ہے اور تمام ملکوں کی زمین سمٹ کر ایک ذہنی وفاق بن گئی ہے بزعم خویش ترقی کی اس منزل میں ہے کہ فکر ونظر کے معیار ہی بدل گئے ہیں لیکن بڑا انسان بننے کے لیے جن عالمگیر سچائیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ علم وفلسفہ کی تمام منزلیں قطع کرنے کے باوجود ابھی پرانی ہیں اور اتنی پرانی ہیں جتنی کہ یہ کائنات پرانی ہے۔

مقامِ ختم المرسلین ﷺ

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی محمد کریم خاتم النبیین ﷺ تک ہر نبی دنیا کو ہدایت دینے کے لیے آیا۔ ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی، فرشتہ آیا، کشف ہوا اور خواب میں بھی وحی اتری۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر پیش گوئی کو سچا کیا اور انہیں ہر مقام پر سچا کیا گیا۔

نبی کی بات اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ کا وجود باقی ہے اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں' اسی طرح اللہ کے نمائندے نبی و رسول کی بات بھی سچ اور حق ہے۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۝

''ہم نے تو آپ کو سارے جہانوں کے لیے مہربانی کا نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔'' (انبیاء)

جس شخص نے دنیا کی زندگی میں آپ کے ساتھ ایمان کا تعلق قائم کر لیا' وہ دنیا میں ہی اس پاکیزہ تعلق کی برکات محسوس کرے گا اور مرنے کے بعد آپ ﷺ کا فیض اس کو قبر اور حشر میں جہنم سے محفوظ کر کے جنت میں لے جائے گا۔ معراج اس کا نام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو آسمانوں پر لے گیا اور واپس لے آیا۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ میرے رسول محمد ﷺ دنیا میں تو جلوہ افروز ہیں ہی اور انسان ان کے نورِ ہدایت سے مستیز ہو رہے ہیں۔ لیکن فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ ان کو جلوہ آسمان پر ہی دکھانا تھا۔ پہلے آسمان کے دروازے سے لے کر ساتویں آسمان تک اور پھر عرش معلیٰ تک جتنے فرشتے ہیں' ان سب کو بتانا تھا کہ جس انسان کے پاس تمہارے سردار جبریل امین کو بھیجتا ہوں' اب وہ آئیں گے۔ دیکھنا میں نے ان کا درجہ کتنا بلند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جہاں کو متاثر کیا جو انسانوں اور فرشتوں کی تحقیق اور پہنچ سے باہر ہے۔

کہتے ہیں نور کی ایک گاڑی ''رَف رَف'' لائی گئی۔ اس میں نبی کریم ﷺ کو بٹھایا گیا۔ جبریل پیچھے رہ گئے تو پوچھا ''آپ ساتھ کیوں نہیں چلتے؟'' کہنے لگے ''میرے پر جل جائیں گے' آگے نہیں جا سکتا' مجھے یہیں تک آنے کا حکم تھا۔ اب آپ جانیں اور اللہ جانے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو کہاں تک لے جانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام فرشتوں کو اپنے حبیب کریم ﷺ کا جلوہ دکھایا اور مقام بتلایا کہ وہ ہیں تو بشر مگر درجہ یہ ہے کہ اب ان کے اور میرے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ سب پیچھے رہ گئے اور حبیب میرے پاس آ گئے۔ ورفعنالک ذکرک

عقدہ معراج سے بھی یہی حل ہوا، زد میں انسان کی افلاک و آفاق ہیں
کس کو معلوم تھا عرش سے بھی ورا، یوں بشر بلکہ خیر البشر جائیں گے

(اقتباس خطاب۔ فیصل آباد ۱۹۸۷ء)

خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ

سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ علیہ

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور مکانوں کے انسانوں کے لیے ہے۔ ایسا کوئی زمانہ ہے، نہ ایسی کوئی جگہ جہاں خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت اور عصمت و امامت کا علم نہ لہرایا گیا ہو۔ اب کسی زمانہ و کسی جگہ میں کوئی نبی پیدا ہو تو کیوں؟ وہ آ کر کیا کرے گا، کیا سنائے اور کیا سکھائے گا؟ نہ کوئی آپ سے بڑھ کر ہے، نہ مساوی اور جو آپ ﷺ سے مرتبہ میں چھوٹے تھے، وہ سب کے سب اللہ نے ماضی میں نبوت و رسالت کے ابتدائی ارتقائی مراحل میں بھیج دیئے۔ جب پوری انسانیت کو ایک کے انتظار میں سنوارا، سجایا اور وہ آنے والے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ سب سے اعلیٰ اور نبوت و رسالت کے ارتقاو کمال کی انتہا تھے۔ آپ سے بڑھ کر کوئی آ سکتا نہیں اور کم تر درجہ کا پیدا ہو تو عروج سے زوال کی طرف آنے والی بات ہے۔ عظمت سے پستی کی طرف آنے کا تصور کونین کی ہلاکت کے مترادف ہے۔

حضور ختمی مرتبت ﷺ کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات تو حضور ﷺ کی امت میں شمولیت کو فخر سمجھیں اور اپنے امتیوں کو حضور ﷺ کی اتباع میں دیکھ کر فرحت و انبساط کا اظہار کریں جبکہ ایک ذلیل ترین شخص، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت گرامی کو اپنی اتباع کی طرف پکارے، یہ بغاوت ہے، نبوت و رسالت محمد ﷺ کی۔ عباء ختم نبوت محمد ﷺ کی اور امت محمد ﷺ کی۔ مرزا قادیانی (لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واعوانہٖ وانصارہٖ) کی اطاعت کیوں؟

بہ بیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

اب انسان، اس جھوٹے اور کھوٹے شخص کے پیغام نا فرجام کے منتظر نہیں۔ جب حضور ﷺ کی نبوت و رسالت، امامت اور امت سب قیامت تک کے لیے ہے تو پھر مرزائی یہ بتائیں کہ مسٹر ''گاما'' قادیانی کس نسل اور زمانے کے لیے ہے؟ اب ''گاما قادیانی'' آ کر کیا کرے گا؟ اب جو بھی اس وادی میں قدم رکھے گا، ذلیل و رسوا ہو گا، منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ اب نہ تو کوئی پیغام باقی ہے جو نازل کیے جانے کے قابل ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جو نبوت کے اہل ہو ...... یہ دونوں اعلیٰ و ارفع مقامات، سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر مکمل ہو چکے ہیں۔ سچ فرمایا آپ ﷺ نے:

اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمْ

''میں نبیوں میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو'' (ابن ماجہ)

دُرود

شاہ بلیغ الدینؒ

کون مسلمان ہوگا جو دُرود نہ جانتا ہو۔ ہر نماز میں دُرود پڑھا جاتا ہے۔ سُنن ابوداؤد اور سُنن نسائی میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ...... جو شخص میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو کہیں دور سے مجھ پر دورد بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

پہنچتا کس طرح ہے۔ اس کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کام کے لئے بندھے ہوئے ہیں۔ کام ان کا بس یہی ہے کہ روئے زمین پر جہاں کہیں اللہ کے رسول ﷺ پر دُرود بھیجا جائے وہ آپ ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں، دُرود پڑھنے والے پر خود سلام بھیجتے اور بارگاہِ الٰہی کی نعمتیں اور برکتیں نازل کرتے ہیں۔

طبرانی میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی تحریر میں درود کے الفاظ لکھے کسی کتاب میں کسی مضمون میں کسی شعر میں، تو جب تک میرا نام اس تحریر میں لکھا ہوا رہے گا اس پر فرشتے برابر دُرود بھیجتے رہیں گے۔ جہاں اللہ کے رسول اکرم ﷺ کا نام آئے وہاں بولنے اور سننے والے دونوں پر لازم ہے کہ آپ ﷺ پر دُرود بھیجے۔ چھوٹے سے چھوٹا دُرود یہ ہے کہ ﷺ کہا جائے۔

دُرِمختار میں ہے کہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو اور اس میں سید المرسلین ﷺ کا نام آئے تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر ﷺ کہنا چاہیے کیونکہ خطبے کے دوران میں کچھ بولنے کی اجازت نہیں۔ بعض درس گاہوں کے سرکش اور بے پروا نوجوان سیرت اور میلاد کی محفلوں کے لئے اعلان کرتے ہیں کہ ''یوم مصطفیٰ'' ہوگا۔ یوں محبوب رب المشرقین والمغربین کا نام لینا نہ صرف بے ادبی گستاخی اور گمراہی ہے بلکہ یہ آپ کی محبت میں کمی کی علامت ہے۔ کافروں، یہودیوں اور نصرانیوں کا یہ طریقہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ جب حضور اکرم ﷺ کا نام لکھا جائے تو صلوٰۃ وسلام بھی لکھا جائے صرف ص کا نام صلعم لکھنے کی کوتاہی نہ کی جائے۔ ص کا سر یا صلعم لکھا ہو بھی تو پڑھنے اور بولنے میں ہمیشہ ﷺ کہنا چاہیے صرف صلعم کہنا غلط ہے۔

دُرِمختار میں ہے آپ ﷺ کے نام نامی سے پہلے سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ اگر ایک مجلس میں ہی کئی بار آپ ﷺ کا اسم مبارک لیا جائے تو امام طحاویؒ کہتے ہیں ہر بولنے والے اور سننے والے کو دُرود کے الفاظ استعمال کرنے

چاہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ ایک بار درُود لازماً پڑھنا چاہیے پھر یہ مستحب ہوجاتا ہے۔ دُرِّ مختار ہی میں ہے کہ درُود پڑھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ خاموشی سے پڑھا جائے۔

بے وضو درُود پڑھنا جائز اور باوضو درُود پڑھنے میں بڑی فضیلت ہے۔ دعاؤں سے پہلے اور بعد میں درُود شریف پڑھنے سے دعائیں بارگاہِ الٰہی میں پہنچتی ہیں ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت معجم اوسط اور طبرانی میں ہے اور اسی مطلب کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ترمذی میں بھی مروی ہے کہ بغیر درود کے دعا آسمانوں اور زمین کے درمیان معلق ہوجاتی ہے۔

حکم نبوی ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درُود پڑھا کرو۔ کثرت سے مراد کیا ہے اس کے بارے میں بعض علما کا خیال ہے کہ پانسو مرتبہ درُود پڑھا جائے تو وہ کثرت کی تعریف میں آجاتا ہے۔ ظاہر جتنا زیادہ درُود پڑھا جائے اتنا ہی ثواب ہے۔ درُود سے رزق کے دروازے کھلتے اور سکینت حاصل ہوتی ہے۔

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

حارث ون

HARIS 1

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

Dawlance

نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان
061 -4573511
0333-6126856

درود کی سوغاتیں

مولانا محمد علی جوہرؒ

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظہ تشفّی ہے ہر آن تسلی ہے
ہر وقت ہے دل جوئی، ہر دم میں ملاقاتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر روز یہی باتیں

بے مایہ سہی لیکن، شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

☆☆☆

مقامِ حدیث

مولانا عبداللطیف (استاذ الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال یاد کرنے یاد رکھنے کا اہتمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس لیے بھی فرماتے تھے کہ وہ انہیں اپنے لیے دونوں جہان کی سعادت اور خوش بختی یقین کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دعاؤں کے گرویدہ تھے خصوصاً جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادان کے سامنے آ چکے تھے۔

(۱)　**قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نضر اللّٰہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ**

(ترمذی صفحہ ۹۰ جلد ۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ وشاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی پھر اس کو یاد کیا تا کہ اس کو دوسروں تک پہنچائے۔

(۲)　**قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اللّٰھم ارحم خلفائی فقلنا یا رسول اللّٰہ ومن خلفاء ک؟ قال الذین یروون احادیثی ویعلمونھا الناس** (الطبرانی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا کی اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما صحابہ کرام نے گزارش کی یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ ارشاد فرمایا وہ جو میری احادیث روایت کرتے ہیں اور لوگوں سکھلاتے ہیں۔

(۳)　**عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی صلاۃ** (ترمذی)

یعنی قیامت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ان لوگوں کو زیادہ نصیب ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم حدیث میں مشغول ہونے والوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی دوسرا درود بھیجنے والا نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا کون دلدادہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعائیں دراصل دونوں جہاں کی سعادت اور خوش بختی کی کلید ہیں۔

دوسرا طریقہ تعامل:

حدیث شریف کی حفاظت کا دوسرا طریقہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا تھا وہ تعامل تھا یعنی وہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر بجنسہٖ عمل کر کے اسے یاد کرتے تھے، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ انھوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا ''ھٰکذا رأیت رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یفعل''

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا ایک ایک باب اتباع وانقیاد کا حسین مرقع ہے ان کر ہر ادا سے اتباعِ نبوی کی شان ٹپکتی ہے۔ ان کی حالت تو یہ تھی:

فدا ہو آپ کی کس کس ادا پر		ادائیں لاکھ اور بے تاب دل ایک

ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات، عبادات ومعاملات اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی ذات میں جذب کر کے اپنی استعداد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو جائیں اور بعد میں آنے والوں کو اس رنگ میں رنگین کرتے چلے جائیں۔ بلاشبہ وہ رنگین بنے ہوئے تھے اور رنگین بنا رہے تھے۔

یہ حضرات صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ تربیت یافتہ تھے ان حضرات کی تعلیم وتربیت کا سامان خود اللہ رب العزت کی جانب سے کیا گیا تھا، ان کی تربیت کے لیے قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار ہدایات جاری فرمائی گئی تھیں۔ جیسا کہ قرآنی آیات اس پر شاہد ہیں۔ ان کی تثبیت (ثابت قدم رکھنے کے لیے) فرشتوں کو بھیجا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ وحی اور صاحب وحی جن کی تربیت کے نگران تھے ان کی تربیت کا رنگ کتنا پائیدار، کتنا پختہ، کتنا گہرا اور کتنا انمٹ ہوگا؟ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ہو رہا ہے۔ غرضیکہ یہ طریقۂ تعامل بھی نہایت قابل اعتماد ہے اس لیے کہ جس بات پر انسان خود عمل کرتا ہے وہ ذہن میں پتھر پر نقش کی مانند پائیدار اور انمٹ ہو جاتی ہے۔

تیسرا طریقہ کتابت:

حدیث کی حفاظت کتابت کے ذریعہ سے بھی کی گئی، کتابتِ حدیث کو تاریخی طور پر چار مرحلوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) احادیث کو متفرق طور پر زیبِ قرطاس کرنا۔

(۲) احادیث کو کسی ایک شخصی صحیفہ میں جمع کرنا۔ جس کی حیثیت ذاتی یادداشت کی ہو۔

(۳) احادیث کو کتابی صورت میں بغیر تبویب کے جمع کرنا۔

(۴) احادیث کو کتابی صورت میں تبویب کے ساتھ جمع کرنا۔

دورِ رسالت اور دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کتابت کی پہلی دو قسمیں اچھی طرح رائج ہو چکی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ما من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احدا کثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد

الله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب'' (صحیح بخاری صفحہ۲۲،جلد۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے پاس مجھ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہیں ہیں اوراس کی وجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہی بیان کرتے ہیں کہ وہ احادیث کولکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(۲)　اسی طرح ابوداؤ داور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو مسعود رضی اللہ عنہ کتابتِ حدیث کے بارے میں خود اپناواقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

میں جتنی باتیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتا تھا یاد رکھنے کے لیے ان کولکھ لیا کرتا تھا میرے اس طرزِ عمل کی جب قریش کوخبر ہوئی تو انھوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم ہر چیز کو جورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہولکھ لیا کرتے ہو۔حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے کی حالت میں بھی ہوتے ہیں اور خوشی کی حالت میں بھی۔لہٰذا میں لکھنے سے رک گیا اور اس کا تذکرہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھواوراپنے دہانِ مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا (اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس سے کسی حالت میں بھی ناحق اورغلط بات نہیں نکل سکتی۔(ابوداؤدصفحہ۱۵۷،جلد۱)

(۳)　بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال خطبہ ارشادفرمایا توابوشاہ یمنی نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خطبہ لکھوادیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!''**اکتبو لابی شاہ**''(بخاری باب کتابۃ العلم صفحہ۲۱،۲۲)

ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ احادیث پر مشتمل تھااورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے احادیث کی کتابت ہورہی ہے۔

منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابتِ حدیث سے ممانعت فرمائی ہے تو مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ کتابتِ حدیث کی ممانعت کسی امرِ عارض کی بناپرتھی اور جب وہ امرعارض ختم ہوگیا تو کتابتِ حدیث کی اجازت بلکہ حکم ارشادفرمایا گیا اور وہ امرِ عارض یہ تھا کہ ابتداءاسلام میں قرآنی آیات کے ساتھ التباس کا اندیشہ تھا۔اس کے انسداد کے لیے قرآنِ کریم کے ساتھ احادیث لکھنے کی ممانعت فرمائی تھی۔بعد میں وہ عارض ختم ہوگیا اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلوب قرآن کریم کے ساتھ پوری طرح مانوس ہوگئے۔

قرآنِ کریم سے الگ احادیث لکھنے کا رواج ہر دور میں جاری رہا۔چنانچہ دورِ صحابہ میں احادیث کے کئی مجموعے جو ذاتی نوعیت کے تھے تیار ہو چکے تھے۔نمونے کے طور پر چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(۱)الصحیفۃ الصادقۃ:

مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے احادیث کا جومجموعہ تیار کیا تھا اس

کا نام ''الصحیفۃ الصادقۃ'' رکھا تھا۔ یہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حدیثی مجموعوں میں سب سے زیادہ ضخیم صحیفہ تھا۔

(۲) صحیفۂ علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ ان کی تلوار کی نیام میں رہتا تھا اور اس روایت کے متعدد الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دیات اور معاقل، فدیہ اور قصاص، احکامِ اہل ذمہ، نصابِ زکوٰۃ اور مدینہ طیبہ کے حرم ہونے سے متعلق ارشاداتِ نبوی درج تھے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۷۸، جلد ۱)

(۳) کتاب الصدقۃ:

یہ ان احادیث کا مجموعہ تھا جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود املاء کروادیا تھا۔ اس میں زکوٰۃ وصدقات اور عشر وغیرہ کے احکام تھا اور سننِ ابی داؤد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمال کو بھیجنے کے لیے لکھوائی تھی۔

(۴) صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ:

جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران کا عامل بنا کر بھیجا تو ایک صحیفہ ان کے حوالے کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر مشتمل تھا اور اسے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ (ابوداؤد)

(۵) صحفِ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی تمام مرویات لکھی ہوئی موجود تھیں۔ ان سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ (مستدرک حاکم)

(۶) صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ:

حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ بھی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں۔ امام مسلم اپنی صحیح میں بہت سی احادیث اس صحیفہ کے واسطے سے بھی لائے ہیں۔ اسی طرح مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں اس صحیفے کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ (مسند احمد ۳۱۲، جلد ۲)

حسنِ اتفاق سے چند سال پہلے اس صحیفے کا اصل مخطوطہ دریافت ہوگیا ہے اس کا ایک نسخہ جرمنی میں برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے، دوسرا نسخہ دمشق کے کتب خانہ ''مجمع علمی'' میں سیرت اور تاریخ کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان دونوں سے اس کا مقابلہ کیا تو کہیں ایک حرف یا ایک نقطہ میں بھی فرق نہیں تھا۔

ان چند مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں کتابتِ حدیث کا طریقہ خوب اچھی طرح رائج ہو چکا تھا۔ یہ درست ہے کہ تدوین حدیث کی یہ ساری کوششیں ذاتی نوعیت کی اور غیر مرتب طریقے پر تھیں عام طور سے کتابی شکل میں احادیث جمع کرنے کا اہتمام نہیں تھا۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد اور تعلیم وتبلیغ کے لیے مختلف شہروں میں منتشر ہوگئے اور کچھ شہید بھی ہوگئے پھر جب تابعین کا دور آیا اور مختلف باطل فرقوں نے سر اٹھایا اور اغراضِ

فاسدہ اور عقائدِ باطلہ کی اشاعت کے لیے حدیثیں گھڑنا شروع کیا تو اللہ رب العزت کی طرف سے امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دل میں جمعِ احادیث کا جذبہ پیدا ہوا اور اپنے زیرِ اثر تمام علاقوں میں تدوینِ حدیث کا حکم دیا۔

پھر حضرات محدثین نے اسماء الرجال کا فن ایجاد کیا، جرح وتعدیل کے قواعد مقرر کیے احادیث کی چھان بین کا وہ کارنامہ انجام دیا جس کی مثال نہیں مل سکتی احادیث وضع کرنے والوں کی فہرستیں تیار کی گئیں اور صحیح روایات کے راویوں کو مستقل علیحدہ جمع کیا اور ایک ایک راوی کا حال مفصل لکھا حتیٰ کہ یہود ونصاریٰ اور مستشرقین ایک بڑی تعداد میں اس کا اقرار کرتے ہیں کہ اہلِ اسلام نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وواقعات کو جس صداقت ودیانت اور تفصیل کے ساتھ جمع کیا ہے وہ ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال دوسرے مذاہب میں نہ اسلام سے پہلے موجود تھی اور نہ اسلام کے بعد آج تک موجود ہے۔ ایک ایک حدیث کی سند کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا گیا۔ تاریخ کا علم جس پر منکرین حدیث کو ناز ہے اس میں واقعات بلاسند ذکر کیے جاتے ہیں اور نقل کرنے والوں میں سچے، جھوٹے، فساق وفجار بلکہ ایمان سے محروم ہر طرح کے بے شمار لوگ ہوتے ہیں۔ انتہائی حیرت ہے اور کتنا تعجب ہے کہ عقل وخرد کے دشمن منکرین حدیث تاریخ کو معتبر سمجھتے ہیں اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر معتبر۔ فَیَا اَسَفٰی

اللہ رب العزت سے ہی دعا ہے کہ ہدایت سے نوازے اور اپنی عظمت اور محبت نصیب فرمائے۔

ظفر اللہ خان ''باہر کا'' آدمی تھا (سابق سفارت کار جمشید مارکر)

ایکسپریس: بھارت غیر جانب دار تحریک کا سرگرم رکن بن کر دو عالمی طاقتوں سے فوائد حاصل کرتا رہا۔ لیکن پاکستان نے سیٹو اور سینٹو معاہدات کر کے ایک بڑی طاقت سوویت یونین کو کافی عرصے تک ناراض کیے رکھا۔ آپ کے خیال میں کیا اسے پاکستان کی ناکام اور انڈیا کی کام یاب خارجہ پالیسی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟

جمشید مارکر: تقسیم کے وقت انڈیا نے ہمارا فوجی اسلحہ روک لیا تھا، بعد میں خستہ اور ٹوٹا پھوٹا سامان دیا۔ پاکستان کے پاس اُس وقت کچھ نہیں تھا۔ تقسیم کے بعد انڈیا کا گورنر جنرل گورا بنا تو ان کا سارا کام بغیر کسی رکاوٹ کے چلتا رہا۔ پاکستان میں ہر چیز نئے سرے سے شروع کرنا پڑی۔ مہاجرین کی آبادکاری کے ساتھ سرکاری دفاتر بھی بنانے پڑے۔ کلفٹن اور امریکی قونصلیٹ کے پاس میری اور میرے سسرال کی کچھ عمارتیں تھیں، جنھیں حکومت وزارتِ خارجہ کے لوگوں کے ٹھہرنے اور سفارت خانے کے طور پر استعمال کر رہی تھی۔ اُس وقت پاکستان کے پاس اپنے دفاع کے لیے اسلحہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ ایسے حالات میں مجبوراً لیاقت علی خان کو امریکی امداد لینا پڑی۔ اس لیے سینٹو صحیح تھا، البتہ سیٹو میں پاکستان پھنس گیا تھا۔ اُس وقت سر ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیرِ خارجہ تھے۔ انھوں نے حکومت پاکستان سے مشورہ کیے بغیر سیٹو پر دستخط کر دیے تھے، جو سراسر غلط فعل تھا۔

ایکسپریس: سیٹو پر دستخط کرنے جیسا بڑا فیصلہ کرنے پر ظفر اللہ خان کے خلاف حکومت کی جانب سے کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

جمشید مارکر: کیوں کہ اُس وقت ظفر اللہ خان باہر والوں کا بڑا آدمی تھا۔ اگر حکومتِ پاکستان اس سے جواب مانگتی تو اُن کے بجائے باہر بیٹھے لوگ حکومتِ پاکستان کو جواب دیتے۔ (انٹرویو: روزنامہ ایکسپریس۔ سنڈے میگزین، ص ۷، ۲۹ر جنوری ۲۰۱۲ء)

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی احادیث پڑھیں اور سنت پر عمل کریں۔

☆　قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالیٰ عَنْہُ عَلَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ التَّشَھُّدَ کَمَا یُعَلِّمُنِی السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ " الیٰ آخرہ" (بخاری ص۹۲۶، ج۲، باب الأخذ بالیدین)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تشہد کی یعنی التحیات للہ والصلوٰۃ الخ کی جیسا کہ تعلیم دیتے مجھ کو قرآن کی کسی سورت کی اس حال میں کہ میرے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے باب میں ذکر کر کے یہ ثابت کیا ہے یہ حدیث دو ہاتھ سے مصافحہ کے لیے واضح دلیل ہے۔

☆　صافح حمّاد بن زیدٍ ابنَ المبارکِ بِیَدَیْہِ

ترجمہ: حماد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں اور حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کے دو ہاتھ سے مصافحہ کے باب میں ان کا عمل دو ہاتھ سے مصافحہ کو ذکر کر کے دو ہاتھ سے مصافحہ کو حجت اور سنت تسلیم کیا ہے۔

☆　عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اِذا تَصافح المُسلِمانِ لَمْ تَفرُقْ اَکُفُّھُما حَتّیٰ یُغْفَرُ لَھُما (طبرانی بحوالہ کنز العمال، باب المصافحۃ، ص۵۵، ج۹)

ترجمہ: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں ہاتھوں کے لیے ''أکُف'' جمع کا صیغہ بولا گیا ہے۔ عربی زبان میں جمع کا صیغہ کم از کم ۳ عدد کے لیے بولا جاتا ہے۔ اگر صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت ہوتا تو یہاں دونوں مصافحہ کرنے والوں کے ایک ایک ہاتھ کی

مناسبت سے تثنیہ (دو) کا صیغہ بولا جاتا نہ کہ جمع کا صیغہ۔

وہ احادیث مبارکہ جن میں صرف ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرنے کا ذکر ہے وہ مجمل ہیں اور اُن میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا مطلب ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہے یا دو ہاتھوں سے۔ کیونکہ ہاتھ چاہے ایک ہو یا دو اس کو ہاتھ ہی کہتے ہیں۔

ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے اور واجب الترک ہے

جو کام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ایک آدھ دفعہ کیا وہ سنت نہیں البتہ جو کام ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا وہ سنت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک نماز میں اور نماز کے علاوہ سر کو ڈھانپ کر رکھنے کا تھا۔ آپ کی سر برہنگی کسی روایت سے ثابت نہیں۔ سر مبارک ڈھانپنے والی احادیث پڑھیں اور یاد کریں پھر سنت پر عمل کر کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال کان رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یکثر القناع (شمائل ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اپنا سر مبارک ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے جید علمائے اہل حدیث بھی ہمیشہ یہی فتویٰ ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم ومغفور فرماتے ہیں: صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو پگڑی سے یا ٹوپی سے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج۱، صفحہ ۵۲۵)

حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر ننگے سر نماز فیشن کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ ہے اگر خشوع کے لیے ہے تو تشبہ بالنصاریٰ ہے اسلام میں سوائے احرام کے ننگے سر رہنا خشوع کے لیے نہیں ہے اگر سُستی کی وجہ سے ہے تو منافقین کی عادت ہے غرض ہر لحاظ سے ناپسندیدہ ہے۔ (فتاویٰ علمائے اہلحدیث، ج۴، صفحہ ۲۹۱)

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

قسط:۲

حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اپنے لقبی نام کے بارے میں خود بتایا کہ:

''میرا نام نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہ رکھا (سمانی رسول اللہ ﷺ سفینۃ) کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیّت میں سفر کے لیے نکلا تو راستے میں ان کا سامان ان پر بھاری ہوگیا تو انہوں نے اسے مجھ پر لاد دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''احمل فانما انت سفینۃ'' تم اٹھاؤ تم تو سفینہ یعنی کشتی ہو۔ مجھے اس نام سے اس قدر خوشی ہوئی کہ اونٹ کے برابر بھی مجھ پر سامان لاد دیا جاتا تو مجھ پر گراں نہ گزرتا۔''

زمانہ مابعدِ نبوت میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ میں ہی سکونت پذیر رہے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ حافظ ابن عبدالبر نے ان کی وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ نے حجاج کے زمانے میں وفات پائی۔ (الاصابہ مع الاستیعاب، جلد:۲، صفحہ:۱۳۱)

کوفہ وعراق کے باسیوں سے تو عبدالملک نے ۷۱ھ میں ہی اپنی بیعت لے لی تھی۔ اور اسی سنہ (۷۱ھ) میں خود خلیفہ نے کوفہ کا دورہ بھی کیا تھا لیکن حجاز پر ان کا حکم ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہوا۔

۷۴ھ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منوّرہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا اور اسی دور میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح عبدالملک کی خلافت پر متفق تھے۔

''ملوک من شرّ الملوک'' کے حوالے سے یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جمہور علمائے کرام کے نزدیک حدیث "الخلافۃ فی امّتی ثلاثون سنۃ'' کی رو سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم (۴۰ھ) تک تو اسلام میں ملوکیت کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا (یہ الگ بات ہے کہ سید مودودی کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی خلافت سے ملوکیت کی طرف سفر شروع ہو گیا تھا) تو پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بنومروان یا اموی خلفاء کو کون سے برے بادشاہوں کی طرف منسوب کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (م ۷۴ھ) کی زندگی میں اموی خلفاء کے ہم عصر رومی و ایرانی بادشاہ (قیاصرہ و اکاسرہ) ہی تھے کیا ان بادشاہوں کے ساتھ تشبیہ دینے یا منسوب کرنے کا کوئی مسلمان تصور بھی کر سکتا ہے؟

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ روایت میں ''بنی الزرقاء'' سے بنی مروان مراد ہیں اور حضرت سفینہؓ

کی حیات تک بنی مروان میں سے صرف عبدالملک کو ''بادشاہت'' ملی تھی اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ ان پر ''ملوک من شرّ الملوک'' کا اطلاق صحیح نہیں ہے اس لیے کہ بنی مروان کی تصریح کی موجودگی میں بنی امیّہ کے کل خلفاء مراد نہیں لیے جا سکتے۔ اگر بالفرض حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات (۷۴ھ) تک کل خلفائے بنی امیّہ مراد بھی لیے جائیں تو پھر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، معاویہ ثانی، حضرت مروان رضی اللہ عنہ اور عبدالملک جمہور علمائے کرام کے نزدیک بھی بوجہ صحابیت وصالحیت اور بارہ خلفاء کی حدیث کے مصداق ہونے کی بنا پر ''ملوک من شرّ الملوک'' میں ہرگز شامل نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد خلفائے بنی امیّہ میں صرف یزید کی ذات ہی باقی رہ جاتی ہے جس کے دور میں کربلا اور حرّہ جیسے افسوسناک حادثے رونما ہوئے ہیں۔ ان واقعات کے اصلی وحقیقی کرداروں اور سازشیوں کے تعیّن سے قطع نظر اگر خود یزید کو ہی ان سانحات کا اصلی اور حقیقی ذمہ دار قرار دے دیا جائے تو پھر بھی اس پر (واحد ہونے کی وجہ سے) ''ملوک من شرّ الملوک'' (جمع کے صیغے) کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا زیرِ بحث حدیث کا آخری حصہ ''**کذبت استاہ بنی الزرقاء یعنی بنی مروان...... کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک من شرّ الملوک**'' بنوامیہ کی عداوت میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے کسی سبائی راوی کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔

جہاں تک حدیث کے دوسرے حصے ''**قال سعید قال لی سفینۃ امسک علیک ابابکر سنتین**...'' کا تعلق ہے تو یہ بھی خلافِ واقع ہے جیسا کہ ہم ثابت کیے دیتے ہیں۔ سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ پھر مجھے سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ خلافتِ ابوبکر رضی اللہ دو سال، خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ دس سال، خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال اور اسی طرح خلافتِ علی رضی اللہ عنہ شمار کریں۔ جب کہ ترمذی کی روایت میں سالوں کی تعیّن کے بغیر صرف یہ بتایا گیا ہے کہ ''شمار کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو، پھر حساب کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا **فوجدناھا ثلاثین سنۃ**۔ سو ہم نے ان تمام خلافتوں کی مدت کو پورے تیس برس پایا۔''

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''اور ایک حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی اس سے مراد خلافتِ راشدہ ہے جو بالکل نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر قائم رہی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک چلی۔ کیونکہ یہ تیس سال کی مدت حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی زمانے تک پوری ہوئی۔''
>
> (تفسیر معارف القرآن، جلد:۶ صفحہ:۴۴۰ سورۃ النور آیت:۵۵)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کہ خلافتِ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک رہے گی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھے سالوں کو ساتھ شامل کرتی ہے اور حاکم کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے چاروں خلفائے راشدین کا نام لے لے کر دو سال، دس سال، بارہ سال اور چھے سال جمع کیے اور پوری مدّت تیس (سال) بتلائی۔'' (خلفائے راشدین، جلد دوم، صفحہ: ۶۶۲، ۶۶۳)

زیرِ بحث روایت کے الفاظ اور اسلوب واضح طور پر یہ اعلان کر رہا ہے کہ:

یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافت راشدہ سے نکالنے اور ''**حدیث اثنی عشر خلیفه**'' کو غیر مؤثر کرنے کے لیے ہی وضع کی گئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی ''بارہ خلفاء'' کی حدیث کا ذکر آیا تو علماء نے حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہی اس کے اثر کو زائل کرتے ہوئے اس کی یہ تاویل کی کہ:

''**لم یرد الحدیث لمدحھم والثناء علیھم بالدین وعلیٰ ھٰذا فاطلاق اسم الخلافة فی ھٰذا الحدیث بالمعنی المجازی واما حدیث الخلافة من بعدی ثلاثون سنة فالمراد به خلافة النبوة.**'' (فتح الباری، جلد: ۱۳، صفحہ: ۱۸۰)

یعنی یہ حدیث ان بارہ خلفاء کی مدح وثناء میں وارد نہیں ہوئی سو اس میں لفظ خلافت کا اطلاق ایک مجازی معنیٰ میں ہے۔ اور یہ جو حدیث ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی اس سے مراد خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہے۔

اس کے برعکس حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ رحمہ اللہ خلافت کا حقیقی معنیٰ میں قیامت تک جاری رہنا تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے اگرچہ تیس سال کے بعد ''ملک عضوض'' کی نفی فرمائی لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو غیر کاملہ اور غیر متصلہ بھی قرار دے دیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ کہنا کہ خلافت فقط تیس برس تک رہی ہے اس کے احکام اس مدّت کے بعد منقطع ہو گئے ہیں اور اس مضمون کی تقویت کے لیے حدیث ''**الخلافة من بعدی ثلاثون سنة ثم یکون ملکاً عضوضاً**'' (میرے بعد خلافت تیس برس تک ہوگی اس کے بعد بادشاہت حریصانہ ہوگی) کا ذکر کرنا فاحش خطا اور صریح غلط فہمی سے خالی نہ ہوگا۔ جناب رسول اللہ کا فرمانا.....'' کہ ان بارہ خلیفوں تک جو کہ قریش ہی میں سے ہوں گے اسلام نہایت قوت پر رہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ دین اپنے کمال پر ثابت رہے گا تا آنکہ قیامت قائم ہو یا اہل اسلام پر قریش میں سے بارہ خلیفہ ہو جائیں۔'' یہ احادیث ایک چمک دار روشنی ہیں جن سے گزشتہ حدیث میں سے شبہ کی تاریکی بالکل دور ہو جاتی ہے۔ حسبِ تصریح حفاظ حدیث کہ بعض طرق روایات سابقہ میں ''**خلافة النبوة من بعدی ثلاثون سنة**'' وارد ہوا ہے۔ روایت سابقہ میں ایسی خلافت راشدہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ مراد ہے کہ جس کو نبوّت کے رنگ سے از سر تا پا رنگین اور اس کے اعمال واقوال سے بالکل مطابق اور قدم بہ قدم کہہ سکتے ہیں۔ ایسی خلافت کاملہ تیس برس تک متصلاً باقی رہی۔ اس کے بعد نہ وہ اتصال رہا اور نہ وہ کمال۔ کتب شریعت کی ورق گردانی کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ

حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے خلیفہ ہونے کے بارے میں صحیح اور صریح کے مختلف طریق سے روایتیں موجود ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک خلافت اسلامیہ باقی رہے گی۔'' (فتاویٰ شیخ الاسلام،صفحہ:۱۷۴)

شارحین نے مذکورہ تاویل سے بڑی ''مہارت'' کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت آٹھ اموی خلفاء کی اسلام کی ترقی اور غلبے پر مشتمل خلافتوں کو ''خلافت علیٰ غیر منہاج النبوّۃ'' اور غیر متصلہ قرار دے دیا۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہاں بارہ خلفاء کی افضلیت کا ذاتی فضیلت مراد نہیں ہے اور نہ ہی خود خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم فضیلت و افضلیت میں باہم مساوی اور برابر ہیں۔ حالانکہ حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ:

لا یزال الاسلام عزیزا الیٰ اثنی عشر خلیفة. (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ۔ جلد:۲صفحہ:۱۱۹)

یکون اثنا عشر امیرا...... کلهم من قریش. (صحیح بخاری، کتاب الاحکام، رقم الحدیث ۷۲۲۲)

سنن ابی داؤد کی روایت میں بتایا گیا ہے کہ:

''**لا یزال هٰذا الدین قائماً حتّیٰ یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم تجتمع علیهم الامّة**'' (سنن ابی داؤد۔ کتاب الفتن، باب الملاحم جلد:۲،صفحہ:۲۳۹)

ان روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام بارہ خلفاء کے دور تک غالب رہے گا، کوئی بیرونی طاقت ان پر غلبہ نہ پا سکے گی، یہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے اور ان سب پر امّت کا اجماع ہوگا۔

پیچھے شارحین حدیث کے حوالے سے ان بارہ خلفاء کے اسمائے گرامی گزر چکے ہیں۔ سخت حیرت ہے کہ حدیث میں مذکور ایک ہی لفظ ''خلیفۃ'' سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو تو ''خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ'' قرار دے کر حقیقی معنیٰ مراد لیا گیا اور باقی آٹھ خلفاء کی خلافت کو مجازی معنیٰ پہنا دیے گئے کہ:

تیس برس کے بعد ''خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ'' جو اصل خلافت تھی وہ تو ختم ہو گئی اس کے بعد ملوکیت آ گئی مگر بعد کے آٹھ بادشاہ بھی مجازاً خلیفہ ہی کہلائے۔ یعنی اپنے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے کہ ایک بادشاہ کا جانشین (خلیفہ) دوسرا بادشاہ ہوتا رہا۔ اسی اعتبار سے خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو خلیفہ ہی کہا جاتا تھا۔

تعجب بالائے تعجب یہ کہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ رحمہ اللہ نے حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف خلفائے راشدین کے زمرہ سے خارج کیا بلکہ بارہ خلفاء کی فہرست سے بھی خارج فرما دیا:

''ضروری نہیں کہ یہ بارہ خلفاء مسلسل ہوں بلکہ چار تو مسلسل ہوئے پھر کچھ عرصہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز تشریف لائے پھر آخر میں امام مہدی تشریف لائیں گے جن کی خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہوگی۔'' (معارف القرآن، جلد:۶ ص:۴۴۰)

حدیث سفینہ (جس سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہ کی ''خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ'' پر استدلال کیا گیا تھا) سے چونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امام مہدی کی خلافت ''علیٰ منہاج النبوّۃ'' ثابت نہیں ہو سکتی تھی اس لیے حدیث

بارہ خلفاء سے حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امام مہدی کی خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ثابت کر دی گئی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ تیس سالہ مدت خلافت پوری ہو جانے کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے اس لیے حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی رو سے ان کے عہدِ خلافت کو ''غیر منہاج النبوّۃ'' قرار دے دیا گیا لیکن وہ یقینی طور پر کاتب وحی اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے حدیث بارہ خلفاء کے بھی مصداق تھے (جس کی بنیاد پر عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی کی خلافت سمیت دیگر آٹھ خلفاء کی خلافتوں کو ''علیٰ منہاج النبوّۃ'' قرار دیا گیا ہے) مگر بڑی خوبصورتی کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فہرست سے بھی خارج کر دیا گیا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت قارئین کرام پھر ملاحظہ فرمالیں۔

ان حضرات نے بارہ خلفاء میں سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد بنو امیّہ میں سے ایک خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا تعیّن کیا پھر آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک خلیفہ امام مہدی اور باقی چھ خلفاء بنو عباس کے لیے مختص کر دیے کیونکہ اموی خلفاء کے بعد ''کلھم من قریش'' کی شرط کا اطلاق صرف خلفائے بنی عباس پر ہی ہو سکتا ہے یہ ملحوظ رہے کہ ترکی عثمانی خلفاء غیر قریشی ہونے کی بناء پر حدیث ''بارہ خلفاء'' کا مصداق نہیں ہو سکتے۔

اس تفصیل سے یہ بات بھی خود بخود ثابت ہوگئی کہ بنو عباس کی دعوت کو مذہبی بنیادیں فراہم کرنے کی غرض سے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی مدّتِ خلافت کا حساب کر کے بغضِ بنی امیّہ اور بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں جہاں کچھ روایات وضع کی گئیں وہاں حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ کی مخصوص تشریح کو پھیلا کر بنو امیہ سے دشمنی چکائی گئی۔

علاوہ ازیں حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی مدّتِ خلافت بھی صحیح شمار نہیں کی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت سے تین ماہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے چھ ماہ کم کر دیے گئے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت میں پندرہ ماہ (یعنی ایک سال اور تین ماہ) کا اضافہ کر دیا گیا۔ یہ بات تو قابلِ فہم ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ والد کی خلافت میں جمع کر دیے گئے ہیں لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کے نو ماہ کس ''اصول'' کے تحت خلافتِ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ میں شامل کیے گئے؟

مزید برآں حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدّتِ خلافت بالترتیب ۲+۱۰+۱۲=۲۴ سال بتا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت چھ سال شامل کر کے یہ نتیجہ بتایا گیا کہ ''فوجدناھا ثلاثین سنۃ ہم نے اسے پورے تیس سال پایا۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت چار سال اور نو ماہ ہے جسے زیرِ بحث روایت میں چھ سال ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں ''تاویلاتِ فاسدہ'' کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیثِ سفینہ رضی

اللہ عنہ میں کہیں بھی ''سِتَّ''، یعنی چھے کا عدد نہیں ہے۔ ایسے بودے استدلال کے سہارے اصولی معاملات طے کرنے والوں سے صرف یہی درخواست ہے کہ وہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی مدّتِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت چار سال اور نو ماہ شامل کر کے تیس کا مجموعہ ثابت کردیں۔

حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ کی نفی کرنے والوں پر جب غلطی ظاہر ہوئی تو انہوں نے فوراً اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت بھی شامل کردی جو زیادہ سے زیادہ چھے ماہ ہے جب کہ روایت میں واضح طور پر صرف اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور تک خلافتِ راشدہ کی کل مدّت تیس سال شمار کی گئی ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدّتِ خلافت کو شامل کرنے کے باوجود چھے سال کا عدد ایک معمّا بن گیا ہے کیونکہ ان دونوں کی مدّتِ خلافت جمع کر کے بھی کل مدّت پانچ سال اور تین ماہ بنتی ہے۔

پھر یہ قاعدہ کہ ''کسور کا اعتبار نہیں ہے۔'' اس قاعدے کے تحت بھی چھے سال کا استعمال غلط ہے۔ کیونکہ کسور کے حذف میں یہ اصول کارفرما ہے کہ اگر نصف سے زائد ہو تو اسے اگلے عدد میں شمار کیا جاتا ہے اور اگر نصف سے کم ہو تو اسے پچھلے عدد میں ہی شمار کیا جائے گا۔ اس قاعدے کے تحت دونوں کی مدّتِ خلافت پانچ سال بنتی ہے نہ کہ چھے سال۔

علاوہ ازیں اس عدد میں کتابتی غلطی کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ روایت کی بناوٹ یہ بتا رہی ہے کہ اس کو خوب سوچ سمجھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانۂ خلافت کو 'ملوکیت' ثابت کرنے کے لیے ہی تیار کیا گیا ہے۔

حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کرنے والے صرف حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے آگے روایت کرنے والے سعید بن جمہان ہیں۔ پھر سعید بن جمہان سے ترمذی کی روایت میں حشرج بن نباتہ ہیں جب کہ ابوداوٗد کی ایک سند میں عبدالوارث بن سعید اور دوسری سند میں عوام بن حوشب ہیں۔

اسی طرح اس مختصر متن کی حامل اور ایک ہی راوی سے مروی روایت کے متن کے الفاظ میں بھی فرق اور اختلاف ہے:

ترمذی	ابوداوٗد
قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الخلافة فی امّتی ثلاثون سنة ثم ملک بعد ذٰلک. (جامع ترمذی، جلد دوم، ص: ۴۵)	قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم خلافة النبوّة ثلاثون سنة ثم یؤتی اللّٰہ الملک من یشاء او ملکه من یشاء. (سنن ابی داوٗد، جلد دوم، ص: ۲۹۰)

اس کے بعد عبارت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن جمہان کے مابین گفتگو اور خالص حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا اپنا کلام ہے۔ اس حصے میں بھی دونوں روایات کے الفاظ میں فرق پایا جاتا ہے۔

ترمذی	ابوداؤد
ثُمَّ قَالَ لِیُ سَفِیُنَۃُ اُمسِکُ خِلافَۃَ اَبِیُ بَکرٍ ثُمَّ قَالَ وَ خِلافَۃَ عُمَرَ وَ خِلافَۃَ عُثمَانَ ثُمَّ قَالَ اُمسِکُ خِلافَۃَ عَلِیٍّ فَوَجَدُنَاهَا ثَلاثِیُنَ سَنَةً قَالَ سَعِیُدٌ فَقُلتُ لَهُ اِنَّ بَنِیُ اُمَیَّةَ یَزُعَمُوُنَ اَنَّ الُخِلافَةَ فِیُهِمُ قَالَ كَذَبُوا بَنُوُالزَّرُقَاءِ بَلُ هُمُ مُلُوکٌ مِنُ شَرِّ الُمُلُوکُ	قَالَ سَفِیُنَۃُ اُمسِکُ عَلَیُکَ اَبَابَکرٍ سَنَتَیُنِ وَعُمَرَ عَشُرًا وَعُثُمَانَ اِثُنَیُ عَشَرَ وَعَلِیٌّ کَذَا قَالَ سَعِیُدٌ قُلتُ لِسَفِیُنَةَ اِنَّ هٰؤُلاءِ یَزُعُمُوُنَ اَنَّ عَلِیًّا لَمُ یَکُنُ بِخَلِیُفَةَ . قَالَ کَذَبَتُ اِسُتَاهُ بَنِیُ الزَّرُقَاءِ یَعُنِیُ بَنِیُ مَرُوَانَ.

علاوہ ازیں زیرِ بحث حدیث جسے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں کوئی معمولی اور غیر اہم خبر نہیں ہے بلکہ غیر معمولی اور نہایت ہی اہم خبر ہے جس سے پوری اُمّت کا مستقبل وابستہ ہے لیکن یہ بات یقیناً باعث تعجب ہے کہ اتنی اہم خبر کو ہزاروں اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی بجائے صرف ایک آزاد کردہ غلام سفینہ رضی اللہ عنہ (م۷۴ھ) روایت کر رہے ہیں اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نظر انداز کر کے خلافت جیسے اہم ترین اجتماعی مسئلہ کے متعلق صرف حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ہی کو آگاہ فرمایا تھا کہ خلافت بس تیس برس تک ہی رہی گی اس کے بعد بادشاہت شروع ہو جائی گی تو انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کو کیوں نہیں مطلع کیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ان تیس برسوں کے اندر ہی قائم ہوئی ہے اس لیے ان کی خلافت، خلافتِ نبوت ہے جس سے اختلاف کی گنجائش نہیں۔ کم از کم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو جنگ صفّین کے بعد بر موقع ’’تحکیم‘‘ تو اس راز کو فاش کر ہی دینا چاہیے تھا۔ انکشاف تو دور کی بات ہے انہوں نے تو دورِ مرتضوی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت تک نہیں کی تھی بلکہ غیر جانب دار رہنے والوں میں شامل تھے۔ اگر یہ حدیث انہیں معلوم تھی تو پھر انہیں جنگِ جمل و صفّین میں سب سے آگے ہونا چاہیے تھا لیکن وہ تو پیچھے بھی کہیں نظر نہیں آئے۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت اس حدیث کے اظہار کا بہترین موقع تھا کہ چونکہ خلافت تیس سال کے بعد ختم ہو چکی ہے اس لیے میں ایک بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہوں۔

تعجب بالائے تعجب یہ کہ نہ تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اس اہم اجتماعی مسئلے سے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کو آگاہ فرمایا اور نہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات ۷۴ھ تک مسئلہ خلافت میں شدید ترین اختلافات کے باوجود کسی صحابی کو اس سے مطلع کیا۔ بعد میں اگر انہوں نے اس کی ضرورت سمجھی بھی تو پورے عالمِ اسلام میں سے صرف بصرہ کے ایک فرد سعید بن جمہان کو اس حدیث کا اہل پا کر پوری تشریح و تفسیر اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی

مدّتِ خلافت کا با قاعدہ حساب کر کے اسے اس شخص کے حوالے کر دیا جس کے ساتھ ان کی ملاقات بھی محلِ نظر ہے کیونکہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا جب کہ سعید بن جمہان ۱۳۶ھ میں فوت ہوئے دونوں کی وفات کے درمیان باسٹھ سال کا فرق ہے۔ نیز اوّل الذکر مدینہ جب کہ ثانی الذکر بصرہ کے باشندے تھے۔

اس فرق سے معلوم ہوا کہ زیرِ بحث حدیث کے راوی سعید بن جمہان، حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے باسٹھ برس دنیا سے رخصت ہوئے۔ معلوم نہیں کہ انہوں نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کب، کہاں اور کس عمر میں سماع کیا تھا؟ اسی لیے حافظ ابن حجر نے ایک قول نقل کیا ہے کہ ''**فی حدیثه عجائب**'' یعنی ان کی حدیث میں بڑی عجیب باتیں ہوتی ہیں۔

پھر سعید بن جمہان نے بنواُمیّہ کی خلافت کے زوال کے بعد بنوعبّاس کے دور میں اپنے ایک کوفی شاگرد حشرج بن نباتہ (ترمذی) اور دو بصری شاگردوں عبدالوارث بن سعید اور عوام بن حوشب (ابوداؤد) کو حدیث سفینہ سے آگاہ فرمایا۔

پھر عوام بن حوشب سے روایت کرنے والے جناب ہشیم بن بشیر بن ابی حازم الواسطی ہیں جن کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ:

''امام ہشیم کا شمار بڑے بڑے قابل اعتماد حفاظ حدیث میں ہوتا ہے مگر یہ تدلیس کرنے کے بہت خوگر تھے۔ ایک ایسی جماعت سے احادیث بیان کرتے ہیں جن سے ان کو سماع حاصل نہیں ہے۔ ہشیم نے ۱۸۳ھ میں وفات پائی۔''
(تذکرۃ الحفاظ تحت ہشیم بن بشیر بن ابی حازم الواسطی)

سعید بن جمہان سے دوسرے روایت کرنے والے بصری راوی جناب عبدالوارث بن سعید (م ۱۸۰ھ) ہیں جن کے اہم اساتذہ میں امام ذہبی نے سعید بن جمہان کا ذکر نہیں کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''آپ کی کنیت ابوعبیدہ ہے۔ بنوعنبر کے ساتھ نسبت ولاء رکھتے ہیں۔ بصرہ کے رہنے والے ممتاز حافظ حدیث اور پختہ کار عالم ہیں۔ ایوب سختیانی، یزید رشک، جعد ابوعثمان، شعیب بن حجاب، ایوب بن موسیٰ اور ایک دوسری جماعت سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے مسدّد، قتیبہ، بسر بن ہلال، حمید بن مسعدہ، ان کے بیٹے عبدالصمد اور دوسرے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔''

یہاں نہ ان کے استاد سعید بن جمہان کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے شاگرد سوار بن عبداللہ کا۔ بلکہ سوار بن عبداللہ اور عبدالوارث بن سعید کے درمیان سرے سے ایک راوی ہی متروک ہے۔

عبدالوارث بن سعید پر ''مبتدع'' (بدعتی) کا الزام بھی موجود ہے۔ محمود بن غیلان کہتے ہیں: کسی نے داوٗد طیالسی سے پوچھا آپ عبدالوارث سے حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟ بولے کیا میں تجھے ایسے شخص سے حدیث بیان کروں جو کہتا ہے عمرو بن عبید (مشہور بدعقیدہ معتزلی اور قدری) کے پاس ایک دن رہنا ایوب، یونس اور ابن عون کے پاس ساری عمر رہنے سے بہتر ہے۔

حسن بن ربیع کہتے ہیں ہم عبدالوارث سے حدیث پڑھتے تھے لیکن جب نماز کی اقامت ہوتی تو ہم نکل جاتے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

کسی نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا: آپ عبدالوارث سے کیوں روایت کرتے ہیں جب کہ آپ نے عمرو بن عبید کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ دونوں بدعتی ہیں؟ فرمایا: عمرو بن عبید اپنی بدعت کی تبلیغ کرتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت (ربیع الاوّل ۱۱ھ) سے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات (۷۴ھ) تک کسی دوسرے صحابی کو یہ حدیث معلوم نہ ہوسکی۔ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ مدنی سے سعید بن جمہان بصری (م ۱۳۶ھ) تک صرف ایک آدمی کے سینے میں محفوظ رہی۔ پھر ان سے حشرج بن نباتہ ایک کوفی (جو تقریباً تمام ائمہ رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث، لایحتج بہ اور منکر الحدیث ہیں) اور عوام بن حوشب اور عبدالوارث بن سعید دو بصریوں نے اسے روایت کیا جو اس قدر بدعتی تھے کہ ان کے شاگرد ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں سمجھتے تھے اور جو اس قدر غالی تھے کہ معتزلی اور قدری استاذ کی صحبت میں ایک دن قیام کو صحیح العقیدہ مشائخ حدیث کی صحبت میں عمر بھر رہنے سے بہتر سمجھتے تھے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ ان شاگردوں کے شیخ جناب سعید بن جمہان خود ''لا یحتج بہ، ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث'' کے اوصاف والقاب سے متصف رُواۃ میں آتے ہیں۔

زیرِ بحث حدیث آحاد، در آحاد ہے۔ تنہا سعید بن جمہان اس کے راوی ہیں وہ تنہا اس کو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ یہ حدیث پہلی صدی گزر جانے کے بعد بنوعباس کے دورِ خلافت کے آغاز (۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ) میں ایک کوفی اور دو بصری راویوں کے ذریعے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی مدتِ خلافت کا حساب کر کے خاص طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانۂ خلافت اور عموماً پورے دورِ اموی کو ''عہدِ ملوکیت'' ثابت کرنے کے لیے سامنے لائی گئی۔

سخت تعجب ہے کہ اس آحاد، در آحاد، ضعیف، منکر الحدیث، ناقابل احتجاج، بدعتی اور مجروح راویوں سے مروی حدیث کی بنیاد پر خلافت راشدہ کو تیس سال تک محدود کر کے اسے بطورِ ''عقیدہ'' اپنا لیا گیا۔

ڈاکٹر علامہ خالد محمود لکھتے ہیں کہ:

''عقیدہ قائم کرنے کے لیے قطعی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظنّی دلائل سے اعمال تو ترتیب پا سکتے ہیں لیکن عقائد نہیں بنتے۔ خبرِ واحد صحیح بھی ہو تو عقیدہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں۔'' (خلفائے راشدین، جلد: دوم، ص: ۴۳۵)

امام اہلِ سنّت مولانا سرفراز خان لکھتے ہیں کہ:

''کتب عقائد میں یہ مسئلہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ عقیدہ کے اثبات کے لیے خبرِ واحد صحیح بھی ناکافی ہے یعنی ایسی حدیث جس کے راوی اگرچہ ثقہ ہوں لیکن اس حدیث کا شمار خبر واحد میں ہوتا ہو تو اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا...... خبرِ واحد اگرچہ صحت کی ان تمام شرائط سے متصف ہو جن کا اصول فقہ (اور حدیث) میں بیان کیا گیا ہے لیکن پھر بھی اس سے ظن کا فائدہ ہی ہوسکتا ہے اور عقائد کے باب میں ظنیات کا کوئی اعتبار نہیں ہوسکتا۔''

(تبرید النواظر، طبع چہارم، ص: ۲۳)

جاری ہے

مرزا قادیانی کے احادیث مبارکہ کے متعلق چالیس جھوٹ

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

جھوٹ بولنا ایک اخلاقی جرم ہے جس کی شناعت وقباحت قرآن مجید سے واضح ہے اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جھوٹ کی بدترین قسم اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ اقدس پر جھوٹ بولنے والے کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم۔ ص:۳۲)

ترجمہ: جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

مرزا غلام احمد قادیانی بھی جھوٹ کی قباحت کا قائل ہے اور بھرپور انداز میں جھوٹ کی مذمت کرتا ہے اس کے چند فتوے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں (روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۵۶)

۲۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی کام نہیں (روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۴۵۹)

۳۔ دروغ گو کو خدا تعالیٰ اسی جہان میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۴۱)

۴۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۵۸۱)

۵۔ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ (روحانی خزائن، جلد:۲۳، ص:۲۳۱)

چاہیے تو یہ تھا کہ جب مرزا قادیانی مجدد، مسیح، مہدی، مسیح اور نبی ہونے کا دعوے دار اور جھوٹ کی قباحت سے واقف شخص تھا، وہ خود بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز کرتا اور اپنے مریدوں کے لیے ایک اچھا نمونہ قائم کر جاتا۔ لیکن اس وقت غیر جانب دار قارئین کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی اس لیے کہ وہ مرزا قادیانی کی تحریروں میں کئی قسم کے جھوٹ لکھے گئے پاتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

۲۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

۳۔ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام پر جھوٹ

۴۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر جھوٹ

۵۔ محدثین، مفسرین، صوفیاء کرام اور امت کے دیگر طبقات پر جھوٹ

۶۔　اپنے ہم عصر لوگوں کے متعلق جھوٹ خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب (اسلام، عیسائیت، ہندومت وغیرہ) سے ہو۔
اس طرح مرزا قادیانی پر یہ فارسی ضرب المثل صادق آتی ہے۔ ”چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد“
زیرِ نظر مضمون میں قسم ثانی کے جھوٹ جمع کر کے ان کا مختصر تجزیہ کیا گیا ہے۔ واللہ الموفق والمعین

جھوٹ نمبر:۱

(حدیث نواس بن سمعان کے متعلق) یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۲۰۹، ۲۱۰)

جھوٹ نمبر:۲

آسمان سے اترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اترے بلکہ صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۱۳۲)

جھوٹ نمبر:۳

ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جو مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھائے جانا بیان کرتی ہو۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۳۱۹)

مرزا قادیانی نے یہ بات روحانی خزائن جلد ۲۲، حاشیہ ص:۳۳ اور بعض دیگر کتب میں بھی لکھی ہے۔

تجزیہ:

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”حیات عیسیٰ علیہ السلام“ میں کم از کم تین احادیث لکھی ہیں جن میں آسمان کا لفظ واضح طور پر موجود ہے، خود مرزا قادیانی نے متعدد تحریروں میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ایک حوالہ تو چند سطروں کے بعد آرہا ہے، دوسرا حوالہ یہ ہے ”**الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یاخذ شیئا من الارض ما لهم لا یشعرون**“ (روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۴۰۹)

ترجمہ:　کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم لے کر نازل ہوگا وہ زمینی علوم سے حصہ نہ لے گا، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ نہیں سمجھتے۔ مرزا کے اپنے اعتراف کے بعد اس کا حدیث سے آسمان کا لفظ دکھانے کا مطالبہ فضول ٹھہرتا ہے۔

جھوٹ نمبر:۴

صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۱۴۲)

تجزیہ:

صحیح مسلم میں نقل کی گئی حدیث موجود نہیں ہے بلکہ سنن ابی داؤد جلد دوم کتاب الملاحم باب خروج الدجال میں موجود ہے۔ بہر حال اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف پایا گیا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔

جھوٹ نمبر: ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد: ۳، ص: ۲۲۷)

مرزا قادیانی نے یہی جھوٹ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۹۹، کے حاشیہ میں دُہرایا ہے۔

تجزیہ:

قادیانی (جنہیں اپنے کتب خانوں اور علمی کوششوں کے پروپیگنڈے کرنے کا بہت شوق ہے) اگر حدیث کے نقل کردہ الفاظ، حدیث کی کسی کتاب سے دکھا دیں تو انہیں منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر: ۶

بعض پیش گوئیوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی، میں پہلے اس سے چند دفعہ لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ میری وفات کے بعد میری بیبیوں میں سے پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی بیبیوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کردیے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش گوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی اس لیے منع نہ کیا کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد: ۳، ص: ۳۰۷)

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کیے تھے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد: ۳، ص: ۴۷۱)

تجزیہ:

یہ حدیث صحیح مسلم جلد ثانی، ص: ۲۹۱ کتاب الفضائل اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے لیکن کسی کتاب کی کسی روایت میں یہ الفاظ نہیں کہ ازواجِ مطہرات نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے ہاتھ ناپنے شروع کردیے تھے اور حضور علیہ السلام نے انہیں منع نہیں کیا۔ قادیانی اپنے نبی و مسیح موعود کی تحریر کو کتب حدیث سے من وعن دکھائیں اور اسے سچا ثابت کریں۔ **فَان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة.**

جھوٹ نمبر: ۷

بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے۔ (نشانِ آسمانی روحانی خزائن، جلد: ۴، ص: ۳۷۰)

جھوٹ نمبر: ۸

احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کہتی ہیں کہ تیرہویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن، جلد: ۵، ص: ۳۴۰)

تجزیہ:

ان احادیثِ صحیحہ کی روایت بیان کرنا کہ کس کتاب میں ہیں قادیانیوں پر علمائے اسلام کا دیرینہ قرض ہے جو کہ وہ ادا نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

جھوٹ نمبر:۹

اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی، اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن مندرجہ روحانی خزائن، جلد:۶،ص:۳۳۷)

تجزیہ:

صحیح بخاری کے کسی نسخہ میں ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی کے الفاظ نہیں ہیں، اگر ہیں تو قادیانی حضرات دکھائیں۔ سفیرِ ختمِ نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ایک مناظرہ میں قادیانی مناظر قاضی محمد نذیر لائل پوری کو صحیح بخاری پر تین سو روپے رکھ کر اسے کتاب پیش کی یہ حوالہ دکھاؤ اور پیسے انعام میں لے لو لیکن وہ نہ دکھا سکا۔

جھوٹ نمبر:۱۰

چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے، قرآن سے، اولیاء کے مکاشفات سے بپایۂ ثبوت پہنچتا ہے حاجت بیان نہیں۔ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن، جلد:۶،ص:۳۶۵)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے اس تحریر میں قرآن مجید، احادیث اور اولیاء کرام تینوں پر جھوٹ بولا ہے...... کسی ایک میں بھی واضح الفاظ میں چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود آنے کا ذکر نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:۱۱

اور اس میں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی بھی اس کے پورے ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہلِ اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لیے شیطان آواز دے گا کہ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لیے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیش گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱،ص:۲۸۸)

(آتھم کے حوالہ سے مرزا نے مزید کہا) ''اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہوا آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔'' (انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱،ص:۳۰۶)

عبداللہ آتھم کے ساتھ مرزا قادیانی کے جھگڑے کا کس حدیث میں ذکر ہے؟ قادیانی ثابت کریں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

جھوٹ نمبر:۱۲

مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجّال رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱،ص:۳۲۲)

مرزا قادیانی نے یہی جھوٹ روحانی خزائن جلد:۱۱ص:۲۹۵اور روحانی خزائن جلد:۷،ص:۴۰۴ پر تحریر کیا ہے۔

تجزیہ:

علماء اسلام نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویّت ومسیحیت کو کفر اور اسے کافر قرار دیا تھا اس لیے اس نے اپنے دفاع میں یہ جھوٹی حدیث ایجاد کر لی۔

جھوٹ نمبر:۱۳

چونکہ صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔ (انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱ص:۳۲۴)

تجزیہ:

یہ روایت اہل سنت کی کسی مستند مجموعہ احادیث میں نہیں ہے۔ پھر لطیفہ کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مہدویّت کی اس بے اصل روایت کے ساتھ مطابقت کے لیے تین سو تیرہ رفقاء کی ایک فہرست تیار کی جس میں ۱۵۹ نمبر پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کا ذکر ہے جو کہ قادیانیت سے منحرف ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔ اس طرح مرزا قادیانی کی یہ فہرست جھوٹ کا پلندہ بن کر رہ گئی۔

جھوٹ نمبر:۱۴

(محمدی بیگم سے نکاح کے متعلق) اس پیش گوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ نے بھی پہلے اس سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ **یتزوج و یولد لہ** یعنی موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا...... گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱،ص:۳۳۷،حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۱۵

ایسا ہی احادیث میں بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبہ کا رہنے والا ہوگا جس کا نام کدعہ یا کدیہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے۔

(کتاب البریّہ روحانی خزائن، جلد:۱۳،ص:۲۶۰، ۲۶۱)

تجزیہ:

اس جھوٹ کے حوالہ سے دو باتیں قابلِ غور ہیں۔

۱۔　یہ حدیث موضوع ہے۔ (میزان الاعتدال، جلد:۲، ص:۱۶۰)

۲۔　موضوع روایت والی حدیث میں بھی لفظ ''کرعۃ'' را کے ساتھ ہے جسے کدعہ کے ساتھ تبدیل کر کے مرزا قادیانی نے لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی ہے۔

جھوٹ نمبر:۱۶

احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ (ضرورت الامام روحانی خزائن، جلد:۱۳، ص:۴۷۵)

تجزیہ:

احادیث نبویہ میں مرزا قادیانی کا یہ اتنا واضح جھوٹ ہے کہ اس کی تردید کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:۱۷

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ (ایام الصلح روحانی خزائن، جلد:۱۴، ص:۲۷۳)

جھوٹ نمبر:۱۸

کیونکہ بموجب آثار صحیحہ سے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے۔ (ایام الصلح روحانی خزائن، جلد:۱۴، ص:۳۲۵)

جھوٹ نمبر:۱۹

حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ملک میں طاعون بھی پھوٹے گی۔ (ایام الصلح روحانی خزائن، جلد:۱۴، ص:۳۴۷ حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۲۰

ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجّال بھی کفر و دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ (ایام الصلح روحانی خزائن، جلد:۱۴، ص:۴۱۶)

تجزیہ:

یہ ساری ہفوات ٹانک وائن کی مدہوشیوں کا نتیجہ اور کذبِ محض ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے حج نہ کرنے کا عذر تراشتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ میں اس وقت حج کروں گا جب دجّال توبہ تائب ہو کر حج کرے گا کیسی ندرت خیال اور طرز استدلال ہے؟ سبحان اللہ...... اس قسم کے حیلوں بہانوں کے متعلق کہا گیا ہے ''نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی''

جھوٹ نمبر:۲۱

(لیکھرام کے قتل کے حوالے سے مرزا قادیانی نے لکھا) اس پیش گوئی کی عظمت حدیثِ نبوی کے رو سے بھی

ثابت ہوتی ہے کیونکہ ایک حدیثِ نبوی کا منشا یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک شخص قتل کیا جائے گا اور آسمانی آواز جو رمضان میں آئے گی گواہی دے گی کہ وہ شخص غضب الٰہی سے مارا گیا اور شیطان آواز دے گا کہ وہ مظلوم مارا گیا حالانکہ اس کا مارا جانا مسیح کے لیے بطور نشان کے ہوگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن، جلد: ۱۵، ص: ۴۰۲ حاشیہ)

تجزیہ:

یہ حدیث مرزا قادیانی کی خودساختہ ہے جو کہ اس نے لیکھرام کے قتل ہونے کے بعد وضع کی ہے کتب متداولہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

جھوٹ نمبر: ۲۲

دوسری دلیل وہ بعض احادیث اور کشوفِ اولیاء کرام وعلمائے عظام ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معہود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۱۳۰)

تجزیہ:

مرزا قادیانی کا یہ اتنا واضح جھوٹ ہے کہ محتاجِ تردید نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر: ۲۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لیے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی کیونکہ جس صدی کے سر پر یہ پیش گوئی پوری ہوئی وہی صدی مہدی کے ظہور کے لیے ماننی پڑی تا دعویٰ اور دلیل میں تفریق اور بُعد پیدا نہ ہوا۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۱۴۳، ۱۴۴)

جھوٹ نمبر: ۲۴

ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لے کر آخیر دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۲۴۷، ۲۴۸)

جھوٹ نمبر: ۲۵

اور سب سے بڑھ کر حدیثوں کے رو سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیا تھا کہ گزشتہ تمام نبی جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۲۹۵)

جھوٹ نمبر: ۲۶

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۴۱۳ حاشیہ)

جھوٹ نمبر: ۲۷

حدیثوں سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد: ۱۸، ص: ۲۷۳ حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۲۸

مسلمانوں کے لیے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ (کشتی نوح روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۶۵)

جھوٹ نمبر:۲۹

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے **ھو الّذی ارسل رسوله بالھدٰی و دین الحق لیظھرهٗ علی الدّین کلہ** (اعجاز احمدی روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۱۳)

تجزیہ: قادیانی گروہ سے ہمارا سوال ہے کہ قرآن مجید کی کونسی سورت اور آیت اور کس حدیث کی کتاب میں مرزا قادیانی کا تذکرہ ہے۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین.**

جھوٹ نمبر:۳۰

افسوس کہ وہ حدیث بھی اسی زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے۔ (اعجاز احمد روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۲۰)

تجزیہ:

علماء کرام نے چونکہ مرزا قادیانی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا اس لیے وہ علماء سے خفا اور نالاں رہتا تھا۔ اپنے غصہ کے اظہار کے لیے اس نے ایک حدیث گھڑ لی اور اس کا سہارا لے کر علماء کو بدترین مخلوق قرار دیا۔

جھوٹ نمبر:۳۱

میں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیحہ کے مطابق اس زمانہ میں حج سے روکا گیا۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن، جلد:۲۰،ص:۳۵،۳۶)

جھوٹ نمبر:۳۲

قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس (مسیح موعود) کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن، جلد:۲۰،ص:۲۵)

تجزیہ: قرآن وحدیث میں مسیح موعود کے وقت ریل گاڑی چلنے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:۳۳

اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ (نصرۃ الحق روحانی خزائن، جلد:۲۱،ص:۱۱۸)

جھوٹ نمبر:۳۴

ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہوگئیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن، جلد:۲۱،ص:۳۵۹)

جھوٹ نمبر:۳۵

مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔(ملفوظات، جلد: پنجم، ص:۲۷۶۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن، جلد:۲۱، ص:۳۸۷)

تجزیہ:

علماء کرام گزشتہ سو سال سے قادیانیوں سے سوال کرتے چلے آرہے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ''احادیث صحیحہ'' کا لفظ استعمال کیے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ احادیث جو کہ جمع کثرت کا صیغہ ہے اور جمع کثرت دس سے شروع ہوتی ہے۔ تم دس حدیثیں نہیں صرف ایک دکھا دو، صحیح نہ سہی ضعیف کا حوالہ دے دو جس میں چودھویں صدی کے سر پر مسیح کے آنے کا ذکر ہو لیکن صورت حال یہ ہے ''خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں''

جھوٹ نمبر:۳۶

اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصل نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۱۵۴)

جھوٹ نمبر:۳۷

احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۲۰۹)

جھوٹ نمبر:۳۸

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۴۰۶)

جھوٹ نمبر:۳۹

یہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لیے اس کے زمانہ میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کے لیے خدا نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے (جو اس کے کسوف کے لیے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی ۲۷، ۲۸، ۲۹) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا اور یہ دونوں کسوف رمضان میں ہوں گے۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن، جلد:۲۳، ص:۳۲۹)

تجزیہ:

یہ جھوٹ مرزا قادیانی کے انٹرنیشنل جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ دار قطنی میں امام محمد باقر کی طرف منسوب قول لکھا ہے (اگرچہ اس قول کو بھی بغیر تحریف اس مطلب میں ثابت نہیں کیا جا سکتا) جسے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے حدیث بنا کر پیش کرتے رہے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اگر دار قطنی میں یہ الفاظ لکھے ہوں **''قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم''** تو قادیانیوں کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر: ۴۰

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہرایک ملک میں خداتعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ ''کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان فارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان فارسی میں بھی اترا ہے جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے ''این مشتِ خاک راگر نہ بخشم چہ کنم'' (ضمیمہ چشمہ معرفت روحانی خزائن، جلد:۲۳،ص:۳۸۲)

تجزیہ: نقل کردہ الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

مرزا قادیانی نے دو قسم کے جھوٹ احادیث نبویہ کے متعلق لکھے ہیں۔

۱۔ وہ جھوٹ جن سے اس کی مہدویت ومسیحیت کو سہارا ملنے کا احتمال تھا۔

۲۔ وہ جھوٹ جو حافظہ کی خرابی کی بنا پر بولے گئے۔قسم ثانی کے جو جھوٹ ہیں ان کے متعلق قادیانی یہ عذر یا تاویل پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب بھی انسان تھے اور ان کو بھی نسیان ہوسکتا ہے۔اس کے جواب میں عرض ہے کہ مرزا قادیانی کا اپنے متعلق یہ دعویٰ ہے: ''ان اللّٰہ لا یترکنی علیٰ خطأ طرفۃ عین و یعصمنی من کل مین و یحفظنی من سبل الشیاطین'' (نورالحق روحانی خزائن، جلد:۸،ص:۲۷۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ کے لیے بھی قائم نہیں رہنے دیتے اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتے ہیں اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے: ''انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔'' (اعجاز احمدی روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۳۳)

اگر مرزا قادیانی بزعم خود نبی ہے تو پھر اغلاط در اغلاط کا مرتکب کیوں ہوا اور تازیست ان اغلاط پر اصرار کیوں کرتا رہا؟ قادنیوں سے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مسلّمہ اصول نبوت ''انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے'' پر پورا کیوں نہیں اترتا؟ کیا وہ اندھی عقیدت اور دنیوی مفادات سے بالاتر ہوکر غور کریں گے؟

قادیانیوں کے لیے ایک اور لمحہ فکریہ:

قادیانی حضرات کو یہ بات مسلّم ہے کہ:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا دوزخی ہے۔

۲۔ دوزخی شخص امام مہدی، مسیح موعود اور نبی نہیں ہوسکتا حتیٰ کے مجدد بھی نہیں ہوسکتا۔

جب یہ دو اصول وہ مانتے ہیں تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ زیرِ نظر مضمون میں زیادہ تر مرزا قادیانی کے وہ جھوٹ جمع کیے گئے ہیں جو اس نے قصداً بولے ہیں تو قادیانیوں کے لیے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ ہر ہر حوالہ کو جسے علماء جھوٹ کہتے ہیں سچ ثابت کریں اور اگر وہ اس سے عاجز ہیں تو احادیث نبویہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے شخص پر لعنت بھیجتے ہوئے اس کا دامن چھوڑ دیں اور حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

قسط: ۹

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

دہلی قیام میری زندگی کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔ دارالحکومت‘ برطانوی استعمار کے چل چلاؤ کا دور، سیاسی سرگرمیوں کا عروج، ملک کے مقتدر سیاسی رہنماؤں کا خطاب، جلسے جلوس آزاد ہند فوج کی رہائی، ایٹم بم کے بعد جاپان کا اپنی شکست کا اعتراف۔ اس پر برطانوی حکومت کی طرف سے جشن فتح کا پروگرام اور عوام کا اس پر ردِعمل، مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی رہنماؤں کو قریب سے دیکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے کے مواقع، مجلس احرارِ اسلام دہلی کی سرگرمیاں، رہنماؤں کی خطابات سننے کے مواقع اور اس طرح کے کئی واقعات و حالات کا تعلق میری زندگی کے اسی حصے سے متعلق ہے۔ غرضیکہ جو کچھ میں نے قیام دہلی کے دوران دیکھا اور سنا میری سیاسی تربیت اور میرے سیاسی شعور میں گراں قدر اضافے کا باعث بنا اور اس کے ساتھ انگریزی سلطنت کے خلاف میرا جذبۂ نفرت اپنے عروج کو پہنچا۔ قیام دہلی کے دوران ہی میں نے انگریزی استبداد، انگریزی کرّ وفر، انگریزی شان و شوکت کو عوام کے جذبۂ آزادی کے سامنے سرنگوں ہوتے دیکھا۔ جس نے میرے تن بدن میں مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑا دی اور میرے جذبۂ حُریّت پرستی اور سامراج دشمنی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اور یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آئی ہندوستان کے آزادی پسندوں کا جہادِ حُریّت اپنے آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔

سکول میں داخلہ:

۱۹۴۵ء کا آخر تھا یا پھر ۱۹۴۶ء کا آغاز ہم دہلی پہنچے۔ قبلہ والد محترم نذیر مجیدی کا وہاں کاروبار تھا۔ انہوں نے ہمیں بھی بلوا لیا۔ ہم ”چاندنی چوک“ اور ”بلّی ماراں“ کے سنگم پر واقع ایک مکان میں مقیم ہوئے جہاں سے ایک طرف تو چاندنی چوک کا بازار نظر آتا تھا تو ہماری دوسری طرف بلّی ماراں کا بازار تھا۔ ہمارے مکان سے ”فتح پوری“ مسجد چند قدموں کے فاصلے پر تھی۔ فتح پوری مسجد کے ساتھ ہی فتح پوری مسلم ہائی سکول تھا جس میں مجھے ساتویں جماعت میں داخلہ ملا۔ ان دنوں مجھ پر مجلس احرار اسلام کا جنوں اپنے جوبن پر تھا۔ میرا اسکول اور اس کے گرد و نواح کا پورا علاقہ مسلم لیگ کا گڑھ تھا۔ فتح پوری مسجد میں نماز جمعہ مسلم لیگ کے پرچموں تلے ادا ہوتی تھی۔ جس سکول میں مجھے داخلہ ملا اس علاقے میں تھا جسے مسلم لیگ کا گڑھ کہا جاتا تھا۔ لڑکوں کی اکثریت مسلم لیگی تھی۔ میں نے بھی باوجود اس ساری صورت حالات کے جب پہلے دن سرخ قمیص پہن کر سکول جانے کی ٹھانی تو قبلہ والد صاحب نے مجھے روکا اور کہا کہ ”وہاں سکول میں سارے لڑکے لیگی ہوں گے وہ تمہیں تنگ کریں گے“ لیکن میں نے اُن کی ہدایت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پہلے دن تو سرخ قمیص کی وجہ سے ہر لڑکے نے مجھے روک کر میری سرخ قمیص کو دیکھتے ہوئے مجھ سے پوچھا ”ابے تو احراری ہے کیا؟“ میں نے سینہ چوڑا کر کہ ہر پوچھنے والے لڑکے کو جواب میں کہا ”ہاں میں احراری ہوں“ دوسرے دن چھٹی کے بعد ان لیگی لڑکوں نے اکٹھے ہو مجھے گھیرا اور میری پٹائی کر دی۔ میں اکیلا وہ بے شمار۔ اب

ہر روز ان کا یہ معمول ہو گیا۔ تعداد میں کثرت کی وجہ سے پلڑا ان کا ہی بھاری رہتا۔ اگر چہ میں بھی اپنی ہمت کے مطابق کچھ نہ کچھ تو مدافعت کرتا لیکن مجھے احساس تھا کہ والد صاحب نے درست کہا تھا مجھ سے غلطی ہوئی۔ تاہم اب کیا ہو سکتا تھا۔ میرے ذہن میں اس مشکل سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک منصوبہ تھا۔ ایک دن اسی منصوبے کے تحت ان لیگی لڑکوں کو جوش دلا کر میں اپنے ہمراہ اپنے گھر تک لے آیا جو سکول سے کچھ زیادہ دور نہ تھا۔ انہیں کہا یہاں ٹھہرو، اوپر گیا تو چچا جان کو کہا کہ لڑکے جو مجھے مارتے ہیں نیچے کھڑے ہیں۔ چچا جان غصے میں نیچے اترے اور لڑکوں کو للکارا۔ چچا جان اُس وقت ٹھیٹھ پنجابی لباس میں تھے۔ سلیپر، تہمد، لمبے بال سفید دیسی ململ کا کرتا۔ لڑکے ان کو دیکھتے ہی دُم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ دوسرے دن سکول میں انہیں ایک دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اس احراری کے پاس مدمعاش ہے۔ اس کے قریب مت جائیو نہیں تو یہ اس بدمعاش سے ہمیں مروا دے گا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی قسم اس بدمعاش کو خود دیکھا ہے۔''

دراصل جس لباس میں لڑکوں نے چچا جان کو دیکھا تھا۔ وہ عموماً دہلی میں بدمعاش ہی پہنتے تھے اور دہلی کے لوگ بدمعاشوں سے بہت ڈرتے تھے۔ اللہ نے اس طرح میری مدد کی اور اب اسی سکول میں میرا رعب تھا۔ کوئی لڑکا میرے درپئے آزار ہونے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

سرخ ہلالی پرچم:

دہلی میں مکان میں ٹھہرتے ہی ہم نے اپنے مکان پر مجلس احرارِ اسلام کے دو پرچم لہرا دیے۔ ایک چاندنی چوک کی طرف تو دوسرا بلّی ماراں کی طرف۔ ہر جمعہ کو ہم شاہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کے لیے جاتے۔ ہم تینوں بھائی بلّی ماراں سے ''چاوڑی بازار'' پیدل چلتے ہوئے جامع مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔ ہر جمعہ کو شاہی مسجد میں مجلس احرار کا ایک پرچم ہال میں مسجد کے منبر کے قریب اور دوسرا پرچم مسجد کے صحن میں تالاب کے قریب لہراتا نظر آتا۔ یہ تاثر عام تھا کہ اس علاقے میں مجلس احرار اسلام کے حامیوں کی اکثریت ہے۔ مجلس احرار کے تمام جلسے بھی شاہی مسجد دہلی میں ہی ہوا کرتے تھے۔ شورش کاشمیری کو پہلی دفعہ میں نے اسی مسجد میں دیکھا اور سنا۔ میرے خیال میں وہ ۱۹۳۹ء میں ۷ سال کی قید کاٹ کر جو رہا ہوئے تو سب سے پہلے دہلی تشریف لائے۔ ان دنوں دہلی میں سب احرار رہنما اکٹھے تھے۔ اسی مسجد میں ایک جلسہ میں سب سے پہلے امیرِ شریعت رحمہ اللہ نے خطاب فرمایا۔ ملکی سیاست کے حوالے سے مجلس احرارِ اسلام کے مؤقف کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ آپ نے اپنی تقریر کے بعد شورش کو بلایا۔ جو اس وقت مسجد کے ہال میں محراب کے قریب بیٹھے امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی تقریر سن رہے تھے۔ لیکن شورش، شاہ جی کے بعد تقریر کرنے سے انکار کرتے رہے شاہ جی کے شدید اصرار پر سٹیج پر آئے اور تقریر بھی کی۔ یہ شورش کاشمیری کی پہلی تقریر تھی جو میں نے اپنی زندگی میں سنی۔ لیکن اس وقت کا شورش جسمانی لحاظ سے وہ نہیں تھا جو ہم نے پاکستان بن جانے کے بعد دیکھا۔ دبلا پتلا، دراز قامت، کھدر کے لباس میں سر سے پا تک ملبوس، عجیب وغریب دکھائی دے رہا تھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے کو کھدر کے لباس نے اپنے اندر چھپا رکھا ہے۔

آزاد ہند فوج کی رہائی اور مجلس احرار کا استقبال:

پھر جب آزاد ہند فوج لال قلعہ سے رہا ہوئی تو اس فوج کے جوانوں نے دہلی کے بازاروں میں اپنی پھٹی پرانی

وردیوں کے ساتھ مارچ کیا۔ آزادی اور سبھاش چندر بوس کے نعرے فضا میں بلند ہوئے۔ ایک عجیب سماں تھا۔ وہ جدھر سے بھی گزرتے لوگ سراپا عقیدت ہو جاتے تھے۔ آزاد ہند فوج کے سپاہی جوش و خروش کی مثال، اطمینانِ قلب، عزمِ راسخ کی تصویر بنے قدم سے قدم ملا کر مارچ کر رہے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ ان کے قدم سے قدم ملاتے پریڈ میں شامل تھا۔ وہ جدھر جاتے میں بھی ان کے ساتھ قدم ملاتا نعرے لگاتے چلا جا رہا تھا۔ نہ جانے وہ کہاں کہاں سے گزرے لیکن وہ جہاں جہاں سے بھی گزرے میں اُن کے ہمراہ تھا۔ ایک عجیب و غریب قسم کی کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ اس کیفیت میں ایک انتہائی غصّہ تھا جس کے دھارے میں ہم بہتے چلے جا رہے تھے۔ آزادیٔ وطن کی آرزو جس کا شعور جماعتِ احرار کے ساتھ وابستگی نے میرے دل میں پیدا کر دیا تھا پوری ہوتی نظر آنے لگی تھی۔

آزاد ہند فوج کی رہائی کے بعد ایک بہت بڑا اجتماع کانگریس کے زیرِ اہتمام دہلی کے گاندھی گارڈن میں دیکھا۔ تاحدِ نگاہ انسان ہی انسان تھے۔ حریت پسند، ہند، مسلم، سکھ سارے ہی اس اجتماع میں موجود تھے۔ آزاد ہند فوج کے تینوں جرنیل، جنرل شاہنواز، جنرل سہگل اور جنرل ڈھلوں سٹیج پر بیٹھے لوگوں کی آنکھوں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ بار بار آزادی کے نعرے فضا میں بلند ہوتے ہوئے انگریزی سطوت و شوکت کا منہ چڑا رہے تھے۔ دہلی کی فضا ان فلک شگاف نعروں سے گونج گونج جاتی تھی اور میں بھی اس عظیم اجتماع میں شریک تھا۔ اور اس خوش کن فضا سے اپنے دل و دماغ منوّر ہوتے محسوس کر رہا تھا۔

انھی دنوں مجلس احرارِ اسلام دہلی کے رضا کاروں نے بھی آزاد ہند فوج کے جنرل شاہنواز کو شاہی مسجد کے سامنے ننگی تلواروں سے سلامی دی۔ سلامی کے بعد جنرل شاہنواز نے دہلی کی اس شاہی مسجد میں مجلس احرارِ اسلام کی دعوت پر اپنی آزادی کے بعد پہلی تقریر کی تھی۔ میں اس جلسے میں بھی شریک تھا۔ جنرل شاہنواز ایک جاذب نظر شخصیت تھی۔ دیکھنے والا بس انھیں دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ جوانی اپنے جوبن پر تھی چہرے کی رعنائی نے ان کی شخصیت کو دلکش و دلرُبا بنا دیا تھا۔ نگاہوں سے عقابی عزائم کی جھلک اندازِ تقریر میں بے باکی اور بے خوفی برطانوی سطوت و شوکت کا منہ چڑاتی نظر آتی تھی۔ تقریر کیا تھا معلوم ہوتا تھی کہ کوئی مردِ مجاہد میدانِ جہاد میں جذبۂ حریت سے سرشار اپنے دونوں ہاتھوں سے شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہا ہے انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز اس شعر سے کیا تھا

غازیوں میں بُو رہے گی جب تلک ایمان کی
تیغ لندن تک چلے گی اہل ہندوستان کی

آزاد ہند فوج کے اس جنرل نے تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ ''ہمارے خلاف یہ ایک محض پروپیگنڈہ ہے کہ ہم کانگریس کے ایجنٹ ہیں۔ ہم فقط انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے میں ہندوؤں کے ساتھ ہیں۔ اگر کبھی حالات کا بہاؤ ہمیں اس مقام تک لے گیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے مفاد کے لیے ہندوؤں سے لڑنا ضروری ہوا تو جس دلجمعی کے ساتھ آج ہم انگریزوں کے خلاف لڑ رہے ہیں اسی طرح ہم کانگریس کے خلاف آپ کو لڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ہم پہلے مسلمان ہیں بعد میں ہندوستانی۔''

اس جلسے کے بعد احرار رضا کاروں کے خلاف مقدمات بھی بنائے گئے کہ انہوں نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

کرتے ہوئے ننگی تلواروں سے جنرل شاہنواز کو سلامی دی۔ اس کے اعزاز میں جلوس نکالا اور جلسہ کیا۔ بہر حال یہ کھیل تو احرار رضا کار ایک مدت سے کھیلتے ہی چلے آ رہے تھے ان کے لیے یہ کوئی نیا مشغلہ نہ تھا۔

ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات:

جامع مسجد کے جنوری دروازے کے سامنے سڑک کے اس طرف تمام سیاسی جماعتوں کے دفاتر تھے۔ ہر جماعت کا اس کے دفتر پر لہراتا پرچم ایک عجیب منظر پیش کرتا تھا۔ مجلس احرار اسلام دہلی کا مرکزی دفتر بھی انہی جماعتوں کے دفتروں کے درمیان تھا ایک دن میں اپنی سرخ وردی میں ملبوس اسی دفتر میں اکیلا بیٹھا تھا کہ ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین تشریف لے آئے۔ اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ شیخ حسام الدین ہیں۔ انہوں نے قریب آ کر مجھے سلام کیا اور خود اپنا تعارف کرایا۔ نہایت نرم اور دھیمے لہجے میں فرمایا ''مجھے حُسام الدین کہتے ہیں'' میں سراپا عقیدت اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تو انھوں نے مجھے بیٹھے رہنے کو کہا۔ میں انھیں اپنے قریب پا کر نہایت خوش تھا کیونکہ وہ بھی اُن شخصیتوں میں سے ایک تھے جن کے زندہ باد کے نعرے عموماً ہم لگایا کرتے تھے۔ یہ ان سے پہلی ملاقات تھی وہ کچھ اس طرح ملے کہ جیسے وہ مجھ سے کم تر ہوں ان کی عجز و انکساری بھرے اندازِ گفتگو سے مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ وہ شاید مجھ سے کم تر مرتبے کے ہوں وہ مجھ سے مرعوب نظر آئے یہی وہ ان کا انداز تھا جو ان کی عظمت اور اعلیٰ ظرفی کا وقیع تأثر بن کر میرے دل و دماغ میں ایسا اترا کہ آج جب ان سے جدا ہوئے مدت گزر گئی ویسے ہی میرے دل کے اندر موجود ہے اور مرتے دم تک موجود رہے گا۔ لیکن بعد میں جب انہیں دہلی میں منعقد ہونے والے جلسوں میں دیکھا اور سنا تو ان کی تقریروں کی گھن گرج سے دہلی کے در و دیوار لرزتے ہوئے دکھائی دیے۔ انگریزی سامراج کے خلاف ایک للکار جو زمین سے آسمان تک کی فضا میں ایک ہلچل اور ارتعاش پیدا کر دیتی تھی۔ ایسے میں اکثر یہی سوچتا کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو مجھے دفتر احرار میں ملا تھا۔ اپنوں کے لیے وہ نرمی اور کفر کے لیے اس بلا کی سختی

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

امیر شریعت رحمہ اللہ کی محفل آرائیاں:

محلّہ بلّی ماراں کے عقب میں مشرق کی جانب ایک بہت ہی مشہور کوچہ ''کوچۂ رحمان'' ہے۔ جس میں ایک بہت بڑے مکان میں تمام احرار رہنما قیام پذیر تھے۔ یہیں امیرِ شریعت بھی تشریف فرما تھے۔ میں اکثر چھٹی کے بعد گھر پہ بستہ رکھ کر ان کے پاس چلا آتا تھا۔ اور اکابر احرار کی گفتگو سے لطف اندوز اور مستفید ہوتا تھا۔ امیرِ شریعت اب مجھے شبیر بیٹا کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ ہر روز کی یہ اُن سے ملاقاتیں مجھے اُن کے بہت قریب لے آئیں۔ میں اُن کی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پکڑ کر کھڑا ہو کر اُن کے جسم کو دبایا کرتا تھا۔ اس دوران وہ اپنی ہلکی پھلکی باتوں سے مجھے محفوظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ٹانگیں دباتے ہوئے اچانک میرا پاؤں اُن کے پیٹ پر پڑا تو مسکرا کر فرمانے لگے ''یوں نہیں بیٹا، چوری وار کرتے ہو۔ چوری وار کرنا مردوں کا شیوہ نہیں مرد تو للکار کر حملہ آور ہوتے ہیں۔''

مجھے فرمانے لگے اب میرے پیٹ کر پاؤں رکھو۔ میں نے تعمیل ارشاد میں جب اپنا پاؤں اُن کے پیٹ پہ رکھا

اس دوران انہوں نے اتنا پھلا لیا تھا کہ میرے پاؤں رکھنے کے باوجود مجھ سے نیچے نہ دبایا جا سکا۔ پھر اُنہوں نے مجھے دوسرا پاؤں بھی اپنے پیٹ پر رکھنے کے لیے کہا۔ میں نے اپنا دوسرا پاؤں بھی رکھ دیا لیکن ان کا پیٹ مجھ سے نیچے نہ دب سکا تو ہنس دیے اور دیر تک میرے ساتھ باتوں میں مصروف رہے۔ ظاہر ہے کہ وہ یہ سب کچھ میرے لیے میری دل جوئی کے لیے کرتے تھے انہیں اس بات کا احساس تھا کہ یہ لڑکا صرف میری محبت میں روز مجھ سے ملنے آتا ہے۔ لہٰذا اس کی محبت کا جواب محبت میں ہی ملنا چاہیے یہ ان کا مزاج تھا کہ وہ اپنے مخاطب کی عمر کے مطابق اس سے ہم کلام ہوتے تھے۔

اس دوران انہیں یہ خیال مانع نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی کسی کو یہ محسوس ہونے دیتے تھے کہ وہ کتنے بڑے انسان ہیں۔ میں نے اکثر و بیشتر ان کی مجالس میں دیکھا کہ جب بھی ان کی محفل میں کوئی کم سن بچہ آجاتا تو وہ اس کی ذہنی سطح پر آجاتے تھے اور بچے کو یہ تاثر دیتے کہ وہ خود بھی اس جیسے بچے ہی ہیں۔ بچے کے محفل میں آنے پر وہ دوسرے لوگوں سے توجہ ہٹا کر آنے والے بچے کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات تو چھوٹے بچوں کے ساتھ توتلی زبان میں بھی باتیں کرتے اور اس کا دل بہلاتے تھے۔ ان کی بچوں کے ساتھ یہ باتیں ایسی پیاری ہوتی تھیں کہ محفل میں بیٹھا ہوا ہر فرد ان باتوں سے لطف اندوز ہوتا رہتا تھا۔ اگر اسی محفل میں کوئی عالم دین آجاتا تو حضرت شاہ جی کی اپنی علمی شان ظاہر ہوتی۔ اب سیرت، فقہ، حدیث، قرآن اور تفسیر موضوع گفتگو بن جاتے۔ امیرِ شریعت کوئی مفسرین اور مترجمینِ قرآن کے تراجم از بر تھے۔ وہ ایک آیت کا ترجمہ مختلف مترجمین کے حوالوں سے بیان کرتے تھے اور ہر ترجمہ کا تقابل کرتے ہوئے اپنی ترجیح کا اظہار کرتے۔ بڑے بڑے علماء حضرات آپ کی اس نوعیت کی گفتگو پر ہمیشہ داد دیتے اور آپ کے نوادرِ فکر کو اپنے لیے سرمۂ چشم قرار دیتے۔ اب بھی میں اکثر سوچتا ہوں یہ سب کچھ ان کی زبان سے ادا ہوتا تھا جو یہ کہتے تھے کہ ”میں نے تو اپنی کتابوں کی گرد جھاڑ کر نہیں دیکھی۔“ لیکن دوسری طرف قرآن پاک کی جو تشریحات فرماتے اکابر علماء اس پر بے ساختہ اش اش کر اٹھتے۔ آپ کی محفلوں کا عجیب رنگ ہوتا تھا۔ جو وقت کے ساتھ بدلتا رہتا تھا۔ اگر آپ کی محفل میں کوئی شاعر آجاتا تو عطاء اللہ شاہ بخاری ایک بہت بڑے شاعر کے طور پر ان کے سامنے ہوتے۔ نظم، غزل، قطعہ، دوہا، رباعی، نعت، منقبت۔ غرضیکہ شاعری کی وہ کونسی صنف ہے جو زیر بحث نہ آتی اور سننے والے اس سے لطف اندوز نہ ہوتے علم و ادب کا ایک خوبصورت نگار خانہ جاتا تھا۔ دیکھنے اور سننے والا حیران و ششدر رہ جاتا کہ امیرِ شریعت ادب کے میدان میں بھی ایسی مہارت تامہ رکھتے ہیں کہ بڑے بڑے ادیب اور شاعر آپ کی ادبی نکتہ آفرینیوں پر سر دھنتے نظر آتے ہیں۔ میں نے شاہ جی کو شعراء کا کلام سنتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور شعراء کو اپنا کلام سناتے ہوئے بھی۔ بڑے بڑے شاعر ان کے سامنے کلام سناتے تو ایک عجیب کیفیت میں محو ہو جاتے تھے۔ امیر شریعت کچھ ایسے انوکھے انداز سے داد دیتے کہ شاعر تڑپ اٹھتا اور اپنے آپ کو زمیں سے اٹھ کر آسمان پر تیرتا محسوس کرتا تھا۔ کبھی اچھے شعر پر آپ کی گفتگو طویل بھی جایا کرتی تھی۔ اور شاعر کو یہ کہتے کہ آپ کا یہ شعر بہت ہی عمدہ ہے۔ غالب نے بھی اسی مفہوم کو ایک دوسرے انداز میں اس طرح ادا کیا ہے لیکن جو بات نظیری کے اس شعر میں ہے وہ کسی دوسرے شاعر میں نظر نہیں آتی۔ فارسی شعراء میں غالب اور اقبال کے ساتھ ساتھ حافظ، فردوسی اور بیدل کے سیکڑوں شعر انہیں از بر تھے۔ آپ شعر کہتے تو سننے والا حیرت میں ڈوب ڈوب جاتا۔ شعر کے ہر ہر لفظ کی معنویت کے صوتی تقاضوں کو جس انداز میں وہ پورا کرتے خود شعراء حضرات اس پر تعجب کا اظہار کرتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ شعر کہنے سے شعر پڑھنا زیادہ مشکل کام ہے ان کی محفل میں جب شعر و شاعری کی باتیں ہوتیں تو اہل

محفل حیران رہ جاتے کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو تھوڑی دیر پہلے فقہ،حدیث اور تفسیر پر علماء حضرات سے بات کر رہا تھا۔

ایک دفعہ فیصل آباد میں مدرسہ اشرف المدارس کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر شاہ جی محلّہ گورونانک پورہ کے ایک مکان میں مقیم تھے۔مشہور شاعر حافظ لدھیانوی تشریف لائے آپ ان کی آمد پر بڑے خوش ہوئے انہیں اپنا کلام سنانے کی فرمائش کی کہ حافظ بیٹھے کچھ سناؤ۔حافظ لدھیانوی آپ کو اپنا کلام سناتے رہے اور شاہ جی اپنے انداز میں انہیں داد دیتے رہے۔اتفاقاً میں اور حافظ صاحب ایک ہی وقت میں شاہ جی کی اس پُر لطف محفل سے اٹھ کر باہر آئے تو میں نے دیکھا کہ حافظ صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ کہنے لگے:

’’نہ جانے یہ کیا شخصیت ہے کہ ہر انسان کو مبہوت کر دیتی ہے اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہاں بیٹھے اور کیا کر رہے ہیں۔شعر کو سمجھنا اور شعر پر داد دینا تو شاہ جی پر ہی ختم ہے۔ان کی داد پر شاعر کو اپنی شاعری پر ناز ہونا لگتا ہے۔‘‘

کوچۂ رحمان دہلی کے اس مکان میں جس کا تذکرہ ابتداء میں ہو رہا تھا میں نے امیرِ شریعت اور علامہ انور صابری کو آمنے سامنے بیٹھے شعر سنتے اور کہتے دیکھا ہے۔علّامہ انور صابری اپنے سامنے سگریٹوں کا ایک ڈھیر لگائے بیٹھے تھے۔کاغذ آپ کے سامنے دھرا تھا اور کش پہ کش لگاتے ہوئے شعر پہ شعر لکھتے جا رہے تھے۔شاہ جی ان کے سامنے بیٹھے ان کے یہ شعر سن رہے تھے اور داد بھی دیے جا رہے تھے۔اردگرد تمام احرار رہنما اور دوسرے لوگ بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔مجھے اس دن پتہ چلا کہ انور صابری شعر کس طرح کہتے ہیں۔ان کے دماغ گویا کوئی شعر ساز فیکٹری ہے جس میں شعر ڈھل ڈھل کر ان کی زبان پر آ رہے ہیں۔میں حیران ہوتا تھا کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جو شعر گوئی جیسے مشکل فن پر اتنی قدرت رکھتے ہیں کہ گویا شعر کہنا ان کے لیے کوئی کام ہی نہیں۔

شعر گوئی اور شعر فہمی سے حضرت امیر شریعت کو ایک فطری لگاؤ تھا۔تقریر کے دوران شعر پڑھنا کوئی ان سے سیکھے یوں محسوس ہوتا کہ شاعر نے یہ شعر اسی موقع کے لیے کہا تھا۔مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ فیصل آباد جو اس وقت لائل پور تھا ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں سکھر جیل سے ایک سال قید کے بعد رہا ہو کر آئے تھے۔پیپلز کالونی میں جو اس وقت زیرِ تعمیر تھی تقریر کے دوران سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اس بیان پر تنقید کرتے جو انہوں نے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے دیا تھا جو کچھ اس طرح تھا کہ:

’’میں نے تو انہیں (مجلس عمل والوں) کو منع کیا تھا کہ تحریک نہ چلائی جائے لیکن انہوں نہ میری مانی ہی نہیں۔میں تحریک کے حق میں نہیں تھا۔میری مثال تو اس مسافر کی سی ہے جو سڑک کے کنارے چلا جا رہا ہو اور ایک ٹرک پیچھے سے آئے اور اسے اپنی لپیٹ میں لے کر اسے کچلتا ہوا گزر جائے۔‘‘

شاہ جی اپنی اس پر کہا کہ جس وقت ہے،ہم نے مجلس عمل کے تحت تحریک چلانے کا فیصلہ کیا تھا۔مودودی صاحب اس فیصلہ میں شریک تھے یوں ان کے گھٹنے کے ساتھ میرا گھٹنا تھا۔وہ میرے اور میرے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شریکِ مشورہ تھے۔اب اس بات سے وہ اگر مکر گئے ہیں تو ہم کیا کریں۔اس پر آپ نے ایک شعر بھی پڑھا تھا

حضرتِ ناصح نے مے پی کے اچھی چال کی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر ہو گئے

غالب کے اشعار آپ کو خاص طور پر پسند تھے۔ اکثر و بیشتر اپنی تقاریر میں پڑھتے اور اس انداز سے کہ سامعین پر سحر طاری ہو جاتا اور سننے والوں کے دل و دماغ جھوم جھوم اٹھتے۔

پُل بنگش جناح پارک کا تاریخی جلسہ:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایک عرصہ تک ان دنوں احرار رہنماؤں کے ساتھ دہلی میں مقیم رہے روزانہ کسی نہ کسی جگہ پر مجلس احرارِ اسلام اور جمعیت علماء ہند کا ایک مشترکہ جلسہ ہوتا تھا جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے۔ ان جلسوں میں بھی ایک احرار رضا کار کے طور پر شریک ہوتا تھا۔ ایک ایسے ہی جلسے میں احرار رضا کاروں نے لیگی فتنہ پرداز نعرے بازوں کی پٹائی بھی کی۔ یہ جلسہ مسلم لیگ کے گڑھ ''پُل بنگش'' جناح پارک میں ہوا تھا۔ ایک مسجد کے سامنے ایک بڑا وسیع میدان تھا جسے پنڈال کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اس کے چاروں طرف کچی دیواریں تھیں۔ ان دیواروں کے ساتھ چاروں طرف احرار رضا کار سرخ وردیوں میں ملبوس اپنی اپنی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ میری ڈیوٹی مسجد کی چھت پر لاؤڈ سپیکر کے ایک مائیک پر لگائی گئی میں چونکہ بلندی پر تھا اس لیے پوری جلسہ گاہ میرے سامنے تھی اور میں ایک بڑی اچھی جگہ سے پورے جلسہ کا نظارہ کر رہا تھا۔ اس جلسے سے شورش کاشمیری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری کے علاوہ امیرِ شریعت نے بھی خطاب کیا تھا۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری کو پہلی دفعہ اس جلسہ میں دیکھا اور سنا تھا۔ وہ تقریر کیا تھی کہ آج تک اس کی گونج میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ بڑے ہی تیز بولنے والے مقرر تھے۔ صاحبزادہ فیض الحسن کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ احرار رہنماؤں میں سب سے تیز بولنے والے مقرر تھے۔ لیکن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری کے مقابلے میں وہ بھی ماند نظر آئے۔ الفاظ آپ کی زبان سے اتنی تیزی اور تسلسل کے ساتھ نکلتے تھے کہ جیسے کوئی مشین گن گولیوں کی بوچھاڑ کر رہی ہو۔ مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ کو بھی پہلی دفعہ اس جلسے میں سنا اور دیکھا۔ کیا خوبصورت چہرہ تھا۔ شرافت اور متانت کی بولتی ہوئی تصویر تھے۔ جلسے کے اردگرد مسلم لیگی بھی ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ جو مخالفانہ نعرے بازی کر رہے تھے جس کی وجہ سے مقررین کو تقریر کرنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔ مولانا احمد سعید اور مولانا حفظ الرحمٰن نے انہی حالات میں اپنی تقریر جاری رکھی۔ لیکن جب آغا شورش کاشمیری نے تقریر شروع کی تو وہ بھلا یہ بے ہودگی کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ چنانچہ برہمی کا اظہار کرتے ہوئے احرار رضا کاروں کو انہیں بھگانے کا حکم دیا۔ بس پھر کیا تھا میں اوپر چھت سے اس پٹائی کا نظارہ کر رہا تھا جو احرار رضا کاروں نے ان غنڈوں اور فتنہ برپا کرنے والے افراد کی کی۔

آغا صاحب کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر تھی۔ اس تقریر میں آپ نے پاکستان کے بارے ان خدشات کا اظہار کیا جو عموماً آپ اپنی ان دنوں کی تقاریر میں کیا کرتے تھے۔ یہ وہی خدشات تھے جو قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگی قیادت نے اپنی ضد اور حماقت سے پورے کر کے دکھائے۔ **جاری ہے**

☆......☆......☆

ادارہ

اخبارالاحرار

۱۰؍دسمبر (ٹوبہ ٹیک سنگھ) بعد نمازِ مغرب بمقام جامع مسجد معاویہ ’شہداء اسلام کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ فلسفۂ شہادت وعظمتِ شہادت پر علماء کرام نے مفصل خطاب کیا جبکہ مہمانِ خصوصی نواسۂ امیر شریعت، نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان جناب سید محمد کفیل بخاری نے نواسۂ رسول ﷺ، جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ حادثۂ کربلا دراصل منافقین اور سبائی ٹولہ کی مشترکہ سازش کا نتیجہ تھا۔ نواسۂ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء نے بے مثال شجاعت اور غیرت وحمیّت کا مظاہرکر کے تاریخ میں شان دار باب رقم کیا۔

کانفرنس میں شہر بھر اور گرد و نواح سے کثیر تعداد میں علماء و سامعین کرام نے شرکت کی۔ کانفرنس میں مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جنرل سیکرٹری مولانا حافظ محکم الدین بھی موجود تھے جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری عبیدالرحمٰن عابد نے سرانجام دیئے۔ دعا کے بعد کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆

۲۳؍دسمبر (ٹوبہ ٹیک سنگھ) بعد نماز جمعہ جامع مسجد معاویہ میں حافظ محمد اسماعیل (امیر مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی صدارت میں جملہ ارکان مجلس احرار اسلام کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان کی والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مرحومہ کی مغفرت وترقی درجات اور لواحقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی گئی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۶؍جنوری) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی تنظیموں ہیومن رائٹس واچ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے پاکستان میں قانون توہین رسالت کو ختم کروانے کی مہم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کے منافی اور پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں جارحانہ مداخلت قرار دیا ہے عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی مذکورہ تنظیموں کا اس حوالے سے کردار ہمیشہ یک طرفہ منفی اور عالم کفر کے زیر اثر رہا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ محسن انسانیت پر تنقید، انبیائے کرامؑ اور آسمانی تعلیمات کی تنقیص کو ہی انسانیت کی خدمت سمجھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ اور امریکی سرپرستی میں چلنے یا ان کے وسائل سے پلنے والی تنظیمیں مسلم کشی اور اسلام کی نظریاتی شناخت ختم کرنے کیلئے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں لیکن وہ وقت قریب ہے جب اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو روکنا ناممکن ہو جائیگا انہوں نے کہا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اسلامی تعلیمات سے ہی دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے علاوہ ازیں ہیومن رائٹس

فاؤنڈیشن پاکستان کے سیکرٹری جنرل فاروق احمد ایڈوکیٹ نے کہا ہے کہ انٹرنیشنل سطح پر بعض تنظیمیں بظاہر تو خوش کن نعروں کے ساتھ انسانیت کی بات کرتی ہیں لیکن بادی النظر سے دیکھا جائے تو ان کا ایجنڈ امخصوص مفادات کا علمبردار ہے اور فریب دینے کیلئے ان کے پاس وسائل کی کوئی کمی نہیں۔ فاروق احمد ایڈوکیٹ نے کہا کہ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر اپنے قتل کے خود ذمہ دار تھے آسیہ مسیح کیس کو غلط طور پر ایکسپلائٹ کیا گیا انہوں نے کہا کہ ممتاز قادری کا اقدام دینی، قانونی، آئینی اور معاشرتی لحاظ سے درست تھا ممتاز قادری کی سزا کو ختم کر کے فوراً رہا کیا جائے کہ اس نے محسن انسانیت ﷺ کے منصب رسالت کے تحفظ کے لیے جان کی قربانی دی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۰ر جنوری) تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام مفکرِ احرار چودھری افضل حق مرحوم کے ۷۰ ویں یومِ وفات پر دفترِ احرار چیچہ وطنی میں ایک نشست منعقد ہوئی۔ نشست سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود نے کہا کہ چودھری افضل حق ایک صاحب طرز ادیب، مفکر، مدبر اور بہترین سیاست دان تھے۔ انہوں نے کہا کہ چودھری افضل حق نے مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے انگریز کے خلاف آزادی کی تحریک میں بہت اہم کردار ادا کیا اور جیل کی صعوبتیں برداشت کیں اسی لئے انہیں احرار کا دماغ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ چودھری افضل حق کو ادبی حلقوں اور احراری حلقوں میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ نشست سے تحریک طلباء اسلام کے رہنما محمد قاسم چیمہ نے چودھری افضل حق کے اردو ادب کے حوالے سے خدمات اور خصوصاً سیاسی بصیرت پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ چودھری افضل حق استعمار دشمنی کی علامت تصور ہوتے تھے ان کی تصنیفات آج بھی زندہ و تابندہ ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گی، انہوں نے کہا کہ چودھری افضل حق کی یاد منانے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے افکار اور نظریات کو عام کیا جائے اور سرمایہ پرستانہ نظام کی بیخ کنی کے لیے نسل نو کو تیار کیا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۲ر جنوری) فدائے احرار رضوان الدین صدیقی نے ساری عمر تحفظ ختم نبوت اور مدحِ صحابہ میں گزاری مخالفتوں کے طوفان بھی کھڑے ہوئے مگر انہوں نے پرچم احرار کو بلند کیے رکھا ان خیالات کا اظہار مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مقامی جماعت کے تعزیتی وتنظیمی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ امیر احرار چیچہ وطنی رضوان الدین صدیقی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ابنائے امیر شریعت کے ساتھ دینی و روحانی نسبت کو زندگی بھر قائم و دائم رکھا اور کوئی خوف اور لالچ ان کو جماعت کے دامن سے الگ نہ کر سکا۔ اجلاس میں رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم کے علاوہ عبداللطیف خالد چیمہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر مقامی نائب امیر مولانا محمد صفدر عباس کو جماعت کا امیر مقرر کر دیا گیا۔

☆☆☆

فیصل آباد (۲۰ر جنوری ۲۰۱۱ء) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حاجی نمازی حکمرانوں نے 1953ء میں شہداءِ ختم نبوت کے مقدس خون سے ہاتھ رنگے ہم اُن قاتلوں کو

نہیں بھولے وہ جامع مسجد رحمت دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) شاداب کالونی اور جامع مسجد عمر فاطمہ لیاقت ٹاؤن فیصل آباد میں ''تحفظ ختم نبوت اور عصر حاضر'' کے موضوع پر منعقدہ اجتماعات سے خطاب کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، بھٹو اِس خطرناک فتنے کی تباہ کاریوں کو بھانپ گئے تھے بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں اپنی زندگی کے آخری ایام اسیری کے دوران ڈیوٹی افیسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے'' عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی وطن عزیز کی سلامتی کے ازلی دشمن ہیں اکھنڈ بھارت اُن کا مذہبی عقیدہ ہے اِس کے باوجود بعض سیاسی جماعتوں نے قادیانیوں کو پناہ دی ہوئی ہے، میمو اسکینڈل قادیانی منصور اعجاز کی خطرناک سازش کا شاخسانہ ہے، ایوان صدر کو منصور اعجاز پر اعتماد کرتے ہوئے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ مرزائی پیپلز پارٹی کے بانی کے ہاتھوں ہی تو غیر مسلم اقلیت قرار پائے تھے!... انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق پر شب خون مار رہے ہیں، اسرائیل کے مفادات کے کارندوں، قادیانیوں کو بے نقاب کرنا صرف دینی جماعتوں کی نہیں محبّ وطن سیاسی قیادت کی بھی ذمہ داری ہے ورنہ سیاستدانوں کی اپنی حب الوطنی مشکوک ہو جائے گی، عبداللطیف خالد چیمہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے (سابق) مرکزی نائب امیر صوفی غلام رسول نیازی کے بھائی غلام محمد نیازی کے انتقال پر تعزیت کے لئے ان کے گھر گئے اور احرار کارکن محمد محمود کی ضیافت میں بھی شرکت کی۔ بعدازاں انہوں نے بزرگ عالم دین مولانا مجاہد الحسینی سے بھی ملاقات کی اور تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال پر تبادلۂ خیال کیا اس موقع پر اشرف علی احرار، محمد محمود، محمد ارشد چوہان اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

☆☆☆

چناب نگر (۲۱ر جنوری) ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۵ر فروری بروز اتوار چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ ''احرار ختمِ نبوت کانفرنس'' کے انتظامات کے لیے انتظامی کمیٹی کے نگرانوں، کمیٹی کے بعض ارکان اور مرکزی رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس جامع مسجد احرار چناب نگر میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، مولانا تنویر الحسن نکوی، محمد ارشد چوہان، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین، قاری اصغر عثمانی سمیت دیگر حضرات نے شرکت کی اور کانفرنس وجلوس کے انتظامات کو حتمی شکل دی گئی بعدازاں عبداللطیف خالد چیمہ کی نگرانی میں مولانا تنویر الحسن اور محمد ارشد چوہان نے چیچہ وطنی دفتر میں دوروزہ کانفرنس بارے پیپر ورک مکمل کیا، مولانا تنویر الحسن ۲۳ر جنوری کو ضروری امور کے لیے لاہور دفتر تشریف لے گئے۔ میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار کی مشاورت سے کانفرنس کے مزید اشتہارات اور دیگر میٹریل تیار کروایا جبکہ ۲۶ر جنوری جمعرات کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے لاہور کا سفر کیا اور جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ العالی سے ملاقات کی اور کانفرنس میں شرکت کے لیے متعدد افراد کو دعوت دی۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲۷ر جنوری) سیاستدان پاکستان میں انقلاب کا نعرہ لگاتے ہوئے تشبیہات دینے سے پہلے لفظوں پر غور کر

لیا کریں پاکستان تو پہلے ہی سیاستدانوں اور حکمرانوں نے بربادی کے دھانے پر پہنچا رکھا ہے۔ اب اگر کسی سونامی کے نام پر قیام ملک کے اصل مقصد اسلامی نظام کی عملی جدوجہد کے خلاف کوئی سازش ہوئی تو جمعیت علماء اسلام اس کو بے نقاب بھی کرے گی اور اسلامی انقلاب کے راستے کی رکاوٹوں کا ڈٹ کر مقابلہ بھی کرے گی، ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر مرکزی مولانا بشیر احمد شاد اور مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ حکیم حبیب اللہ چیمہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کے بعد اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ زرداری حکومت نے جو کچھ عوام پر پریشانیوں اور تکالیف کے بم گرائے ہیں اس سے قوم میں جو افراتفری کا عالم ہے وہ ناقابل برداشت ہے اور اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والے سیاستدان بھی بجائے عوام کی تکالیف کا مداوا کرنے کے حکمرانوں کو مزید تقویت دینے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کی گاڑیوں کے مسافر اب اِن گاڑیوں سے اترنا شروع ہوگئے ہیں۔ لیکن ان اُترنے والے سیاسی مسافروں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کہیں نئی گاڑیوں کے پاس بھی امریکی اتھارٹی کا رُوٹ پرمٹ تو نہیں ہے؟... اِن رہنماؤں نے ملک میں بڑھتی ہوئی قادیانی ریشہ دوانیوں اور میمو اسکینڈل میں قادیانی کردار کے حوالے سے کہا کہ قادیانی قیام ملک کے بعد سے آج تک وطنِ عزیز کے خلاف خطرناک سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں، سیاسی جماعتوں کو اپنی صفوں سے قادیانیوں اور قادیانی نواز عناصر کو نکال باہر کرنا چاہیے، اس موقع پر جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد شفیع قاسمی، میاں عطاء اللہ اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

☆☆☆

لاہور (۲۸/جنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور میاں محمد اویس نے جمعیت علماء پاکستان کے سابق صدر ممتاز عالمِ دین مولانا شاہ فرید الحق کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی جلیل القدر خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحوم بلند پایہ اور معتدل مزاج عالم دین، مصنف تھے مرحوم نے تحریک ختمِ نبوت کے سلسلہ میں قادیانیوں کے خلاف پارلیمنٹ کے فلور پر آئینی جنگ میں بھرپور کردار ادا کیا اور عالمی سطح پر اپنا منفرد کردار ادا کرتے رہے۔

لاہور (۲۸/جنوری) متحدہ تحریک ختم نبوت پاکستان کی رابطہ کمیٹی کے کنونیئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ حکومت اِس امر کی وضاحت کرے کہ قادیان (ہندوستان) میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں کتنی تعداد میں ویزے جاری کیے گئے، خالد چیمہ نے الزام عائد کیا کہ قادیانی اکھنڈ بھارت کا مذہبی عقیدہ رکھتے ہیں اور حکومت اور اعلیٰ عہدوں پر موجود قادیانی افسران قادیانیوں کو ترجیحی بنیادوں پر ویزے جاری کرتے ہیں علاوہ ازیں لدھیانہ (انڈیا) سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مجلس احرارِ اسلام ہند نے آجکل قادیانیوں کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے تاکہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے لبادے میں سادہ لوح افراد کو گمراہ نہ کریں۔

☆......☆......☆

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆**چودھری محمد یعقوب تارڑ مرحوم:** سابق صدر جناب محمد رفیق تارڑ کے بھائی، انتقال ۳ر جنوری ۲۰۱۲ء

☆**والدہ مرحومہ عرفان احمد عمرانی:** روز نامہ اسلام ملتان کے نیوز ایڈیٹر، ہمارے کرم فرما جناب عرفان احمد عمرانی کی والدہ ماجدہ، انتقال ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۱ء

☆**ملک مشتاق احمد ونیس:** جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دروسِ قرآن اور نجی مجالس کے حاضر باش رکن رکین۔ ☆**محمد سرفراز مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے صدر چودھری خادم حسین کے بھتیجے۔

☆**قاری محمد طارق مرحوم:** مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے ناظم مولانا محمد ابوذر کے ماموں زاد۔

☆راولپنڈی میں ہمارے بزرگ مہربان شیخ امین اللہ صاحب کی جواں سال دختر مرحومہ۔

☆مجلس احرارِ اسلام بورے والا (ضلع وہاڑی) کے سرگرم کارکن جناب رانا محمد خالد کی والدہ مرحومہ۔

☆مجلس احرارِ اسلام بورے والا کے کارکن جناب حاجی محمد غضنفر کی اہلیہ مرحومہ۔

☆تلہ گنگ میں ہمارے معاون ومہربان جناب محمو صاحب کے والد ماجد حاجی نور زمان مرحوم (ملکوال والے)

☆مجلس احرارِ اسلام سرگودھا کے صدر جناب ڈاکٹر محمد ظہیر حیدری کی خوش دامن مرحومہ اور برادر نسبتی مرحوم

☆مجلس احرارِ اسلام میلسی کے سرگرم کارکن جناب میاں ریاض احمد صاحب (ککری خورد) کے عزیز گلزار احمد مرحوم

☆ملتان میں ہمارے معاون ومہربان حافظ محمد رمضان مرحوم۔ جناب محمد الیاس اور محمد عمر کے والد (حافظ کتاب گھر) انتقال: ۱۹رجنوری ۲۰۱۲ء

☆چیچہ وطنی میں ہمارے قریبی ساتھی شیخ تنویر احمد کے بڑے بھائی شیخ شبیر احمد مرحوم، انتقال: ۱۱رجنوری ۲۰۱۲ء

☆مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے (سابق) مرکزی نائب امیر صوفی غلام رسول نیازی کے بھائی جناب غلام محمد نیازی مرحوم

☆مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے مخلص کارکن قاری محمد عطاء اللہ صاحب کی ہمشیر مرحومہ۔ انتقال: ۲۸رجنوری ۲۰۱۲

☆مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ، الرحمٰن قرآن کمپنی اردو بازار لاہور، انتقال: ۱۸رنومبر ۲۰۱۱ء

☆مدرسہ معمورہ ملتان کے دیرینہ ہمسائے ناتول خان مرحوم

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

☆حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ صاحب (والد ماجد سید محمد کفیل بخاری) ☆حاجی عبدالعزیز صاحب (احمد سویٹس، ملتان)
☆چودھری مشتاق احمد صاحب (مہربان کالونی ملتان) ☆محمد احمد۔ ملک محمد صدیق صاحب امیر احرار تلہ گنگ کے فرزند
☆محمد انیس مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے کارکن جناب ظہیر احمد کے بھائی ☆سیالکوٹ میں بھائی محمد اشرف احرار اور ان کی اہلیہ شدید بیمار ہیں

احباب سے دعاء صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔ (آمین

عبداللطیف خالد چیمہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر مزید اکابر و حضرات کی طرف سے اظہارِ تعزیت اور چیچہ وطنی تشریف آوری!

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت حافظ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ، عبداللطیف خالد چیمہ، جاوید اقبال چیمہ اور حافظ حکیم حبیب اللہ چیمہ کی والدہ ماجدہ، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کی خالہ اور خوشدامن کے انتقال پر گزشتہ ماہ بھی متعدد اکابر و حضرات چیچہ وطنی تشریف لائے یا مکتوبات اور فون کے ذریعے تعزیت کا اظہار کیا، ان میں خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا منظور احمد (استادِ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)، جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی نائب امیر مولانا بشیر احمد شاد، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر محمد الیاس فیصل (مدینہ منورہ)، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید (بھیرہ)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا، اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، ختم نبوت ایجوکیشن سنٹر برمنگھم کے ڈائریکٹر مولانا امداد الحسن نعمانی، احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے محمد اکرم راہی، محمد اشرف، (گلاسگو) ہڈرز فیلڈ کے ممتاز دین مولانا محمد اکرم، ڈاکٹر جاوید کنول (اٹلی) کے علاوہ اندرون و بیرون ملک سے بے شمار حضرات و احباب، احرار کارکنوں صحافیوں اور اعزہ نے مرحومہ کے فرزندان و اہل خانہ سے تعزیت و ہمدردی کا اظہار اور دعائے خیر کی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازیں اور مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں (آمین)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ناظم نشر و اشاعت، رفیقِ امیر شریعت حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ العالی کا مکتوبِ تعزیت

حاجی عبداللطیف خالد چیمہ صاحب
ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مجلّہ نقیب ختم نبوت ملتان میں آپ کی والدہ ماجدہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر پڑھ کر صدمہ پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کی شفقت و محبت بھری دعاؤں اور ان کی طمانیت افزا آغوش راحت سے محرومی بظاہر نا قابل برداشت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کی ہمہ وقت نگاہ کا محور حضور محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی تعلیمات مقدسہ پر ہے وہ صبر اور برداشت سے کام لیتے ہیں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اقدس فرزندان اسلام کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''انسان جب راہ آخرت اختیار کر لیتا ہے تو اس کا اعمال نامہ بند ہو جاتا ہے مگر تین صورتیں ایسی ہیں جن کی موجودگی میں اس کا اعمال نامہ کھلا رہتا ہے۔ ان تین اعمال صالحہ میں سے ایک یہ کہ مرنے والا ایسی نیک اولاد چھوڑ جائے جو ہر وقت اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی رہے''

آپ کو تو اللہ کے فضل سے تینوں اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہے، آپ تو الحمدللہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر وقت کوشاں اور مستعد رہتے ہیں، ان مساعی حسنہ کے اجر وثواب میں اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو خصوصاً جنت الفردوس کے مقام علیین پر فائز کرے گا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کس قدر خوش بخت اور نیک خاتون تھیں جس نے آپ جیسے ہونہار علم وادب کی اعلیٰ صلاحیتوں سے آراستہ ایسا فرزند چھوڑا ہے جو نہ صرف اپنے خاندان کا بلکہ پورے ملک کا اور امت مسلمہ کا نام روشن کرنے کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی اور سلیقے کے ساتھ ادا کرنے کی تابندہ روایات قائم کر رہا ہے، اللہ توفیق مزید سے نوازتا رہے۔ آمین

میری قلبی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کے اعمال صالحہ کو شرف قبولیت عطا کر کے ان کی مغفرت کرے اور اپنے خاص جوار رحمت میں بلند مقام پر فائز کر کے آپ سب پسماندگان کو صبر وتحمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین

آپ کو علم ہوگا کہ گزشتہ چند ماہ سے ایک آنکھ کے آپریشن کے بعد لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ صرف ایک آنکھ بند کر کے اندازے کے ساتھ ہی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ حروف کے دروبست میں کوتاہی پر معذرت اور دعاؤں کا طالب ہوں۔

احباب خاص کی خدمت میں سلام اور دعائیں، والسلام

آپ کا شریک غم

دعا گو

مجاہد الحسینی

قارئین متوجہ ہوں!

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ (زرتعاون سالانہ) اکثر قارئین کا دسمبر ۲۰۱۱ء میں ختم ہو چکا ہے پہلے جنوری ۲۰۱۲ اور اب فروری ۲۰۱۲ء کا شمارہ بھی انھیں ارسال کیا جا رہا ہے۔ ایسے قارئین، جن کا زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے براہِ کرم فروری ہی میں اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔ یہ رقم منی آرڈر یا درج ذیل موبائل نمبر **0300-6326621** پر ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ ایزی لوڈ کراتے وقت اس کا خرچ خود ادا کریں۔ ادارے کو پورے -/200 روپے موصول ہوں۔ بصورت دیگر آئندہ کے لیے رسالہ کی ترسیل سے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

الاحرار

شمارہ

قارئین کو یہ پُرمسرت اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ الاحرار حسب روایت اکابر علماءِ حق کے تذکرہ وتعارف کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ فروری 2012ء میں قطب وقت شیخ المشائخ، ولی کامل، محبوب ربانی، مجاہد کبیر

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

کے یوم وفات کے موقع پر ان کی یاد میں ایک ضخیم خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔

قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس خصوصی اشاعت کی کاپیاں حسب خواہش تعداد میں محفوظ کرانے کیلئے فوری طور پر رابطہ فرمائیں۔

قیمت 100 روپے

ان شاء اللہ کم وبیش پونے دوسو صفحات

نوٹ

5 شماروں سے کم منگوانے پر رسالہ وی پی نہیں کیا جائے گا

0300-8731553

رابطہ کیلئے

مدیر الاحرار **سید محمد معاویہ بخاری**

232 کوٹ تغلق شاہ محلّہ ٹبی شیر خان
نزد پرانا برف خانہ کچہری روڈ ملتان

MP3 سی ڈیز

خطباتِ محسنِ احرار

ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

1. سالانہ قدیمی مجلس ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ (1981 تا 1998)
2. واقعۂ کربلا اور ہمارا موقف (۱۲ تقاریر)
3. شہادتِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پس منظر پیش منظر (۹ تقاریر)
4. سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عصرِ حاضر (۱۴ تقاریر)
5. سیرتِ طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارا کردار (۱۶ تقاریر)

DVD Video's

خطباتِ محسنِ احرار

ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سالانہ قدیمی مجلس ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ

1998,1997,1996,1994,1991,1990,1987

- سیرت کانفرنس و جلوس چناب نگر ۱۲ ربیع الاول 1988
- ختم نبوت کانفرنس (لندن) 1987

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھ درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

الداعی الی الخیر

مہتمم

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگوئج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرماکر اجر حاصل کریں۔ نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

ایلوویرا اور
منتخب نباتات کا
صحّت افزا مرکّب

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم و جاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts -HTS-12/97(R)

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore